قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 8/ ستمبر 2022ء | 11/ صفر 1444 ہجری قمری | 8/ تبوک 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 191

فرمانِ رسولؐ

باپ کا اپنی اولاد کے لئے بہترین تحفہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہتر تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دیتا ہے یا دے سکتا ہے۔

(سنن الترمذی کتاب البر والصلة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب ما جاء فی أدب الولد)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

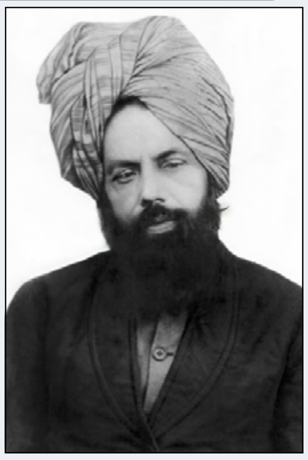

اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے

- خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آ سکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں۔ اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہو گا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 563 ایڈیشن 1988ء)

- ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیز گاری کے لئے عورتوں کو پرہیز گاری سکھاویں۔ ورنہ وہ گنہگار ہوں گے۔ اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہو کر بتلا سکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں تو پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی۔ جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے۔ اولاد کا طیّب ہونا تو طیّبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ سب توبہ کریں اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے، وہ اپنی بدیاں اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز عورتیں چھپی ہوئی دانا ہوتی ہیں۔ یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ احمق ہیں۔ وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثروں کو حاصل کرتی ہیں۔ جب خاوند سیدھے راستے پر ہو گا تو وہ اس سے بھی ڈرے گی اور خدا سے بھی... عورتیں خاوندوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھاوے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 163-164 ایڈیشن 1988ء)

- وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اول خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیز گار بن جاؤ گے۔ اور خدا تعالیٰ کو راضی کرلو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔ قرآن شریف میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچوں کی تھی وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَکَانَ اَبُوۡھُمَا صَالِحًا۔ ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ آپ کیسے تھے۔ پس اس مقصد کو حاصل کرو اولاد کے لئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو... اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادم دین ہو۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 110 ایڈیشن 1984ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا ہَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا ﴿۷۵﴾

(الفرقان: 75)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

فرمان خلیفہ وقت

ایک مومن کے مرنے کے بعد اس کی نیک اولاد ان نیکیوں کو جاری رکھتی ہے جس پر ایک مومن قائم تھا۔ اپنے ماں باپ کے لئے نیک اولاد دعائیں کرتی ہے جو اس کے درجات کی بلندی کا باعث بنتے ہیں۔ دوسری نیکیاں کرتی ہے جو ان کی درجات کی بلندی کا باعث بنتی ہیں۔ پس یہ اولاد کی نیکیاں اور اپنے ماں باپ کے لئے دعائیں اگلے جہان میں بھی ایک مومن کو آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَہُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۸﴾ (السجدہ: 18) پس کوئی ذی روح یہ نہیں جانتا کہ اس کے اعمال کے بدلہ میں اس کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے۔

یہ ان لوگوں کے بارہ میں کہا گیا ہے جو تقویٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بھی توجہ دیتے ہیں اور اس کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں اور دوسری نیکیاں بھی بجالاتے ہیں۔ وہ راتوں کو اٹھ کر سیدھے راستے پر چلنے اور اپنی اولاد کے سیدھے راستے کی طرف چلنے کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک مانگتے ہیں جس کا علم صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات کو ہے۔ اپنی اولادوں اور اپنی بیویوں اور خاوندوں کے لئے اور بیویاں اپنے خاوندوں کے لئے دعا مانگتی ہیں کہ یہ سب تقویٰ پہ قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے اس دنیا میں بھی انعامات عطا فرمائے جو اس کی رضا کے حامل بنائے اور اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں۔ پس یہ دعا ہے جو اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو عباد الرحمٰن ہیں، نیکیاں بجالاتے ہوئے مانگتے ہیں اور اپنے پیچھے بھی ایسی نسل چھوڑنے کی کوشش کرتے ہیں جو تقویٰ پر قدم مارنے والی ہو۔ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھا کر ہمیں ہر وقت اس اہم کام کی طرف توجہ دلائی ہے جو اس کی رضا حاصل کرنے کا نہ صرف ہماری ذات کے لئے ذریعہ بنے بلکہ آئندہ

بقیہ صفحہ 14 پر

اس شمارہ میں

- اِک سائبانِ خیر (منظوم)
- سو عافیت ہے اسی میں کہ قافلے میں رہو
- حضرت خان بہادر شیخ رحمت اللہ رضی اللہ عنہ
- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی بعثت کا ایک اہم مقصد
- السلّام، امن و سلامتی کا سرچشمہ
- نماز جنازہ حاضر و غائب

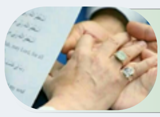

دربارِ خلافت

یہ حسد کی آگ ہی ہے جو معاشرے کی بے سکونی کا باعث ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یہاں یہ بات بھی کھول کر بتادوں کہ شیطان کے حسد کی آگ جس میں وہ خود بھی جلا اور آدم کی اطاعت سے انکاری ہوا اور باہر نکلا اور پھر انسانوں کو اس آگ میں جلانے کا عہد بھی اُس نے کیا، یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ یہ حسد کی آگ ہی ہے جو معاشرے کی بے سکونی کا باعث ہے۔ پس ہر احمدی کو اس سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔ اور خاص طور پر اس سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور بہت گڑگڑا کر دعا کرنی چاہئے۔ شیطان کا حملہ دو طرح کا ہے۔ ایک تو وہ خدا تعالیٰ سے تعلق کو توڑنے اور تڑوانے کے لئے حملے کرتا ہے اور دوسری طرف انسان کا جو انسان سے تعلق ہے اُسے تڑوانے کی کوشش کرتا ہے۔ جبکہ احسن قول اللہ تعالیٰ سے محبت کی طرف بھی لے جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر انسان کی محبت دوسرے انسان سے بھی پیدا کرتا ہے۔ یعنی جیسا کہ میں نے پہلے کہا، حقوق اللہ اور حقوق العباد احسن قول سے ہی ادا ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ نعرہ جو ہم لگاتے ہیں، کہ ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' ہمارے غیر بھی اس نعرہ سے متاثر ہوتے ہیں اور اگر ہماری مجالس میں آئیں تو اس کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لیکن ہم آپس میں اس کا اظہار نہ کر رہے ہوں تو یہ نعرہ بے فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے اور بار بار میں جماعت کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ (الفتح: 30) ایک دوسرے سے بہت رحم کا اور رافت کا سلوک کرو، پیار و محبت کا سلوک کرو۔ جو ایسے لوگ ہیں وہی صحیح مومن ہیں۔ یہ مومن کی نشانی ہے۔ بڑھ بڑھ کر تقریریں کر کے ہم چاہے جتنا مرضی ثابت کرنے کی کوشش کریں کہ یہ ہمارا نعرہ ہے ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' پھر یہ بھی ہم پیش کریں کہ جماعت کی اکائی کی ایک مثال ہے۔ یہ جتنی بھی ہماری کوششیں ہوں اس کا حقیقی اثر تبھی ہو گا جب ہم اپنے گھروں میں، اپنے ماحول میں یہ فضا پیدا کریں گے کہ ایک دوسرے سے رحم کا سلوک کرنا ہے، ایک دوسرے سے درگزر کا سلوک کرنا ہے۔ یہ بھی ایک ایسی نیکی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر تلقین فرمائی ہے۔ فرمایا وَلۡیَعۡفُوۡا وَلۡیَصۡفَحُوۡا (النور: 23) کہ معاف کرو اور درگزر سے کام لو۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا حکم ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتے ہیں لیکن یہ دنیا ایسی ہے جہاں ہر قدم پر شیطان سے سامنا ہے۔ جو بہت سے موقعوں پر ہمارے قول و فعل میں تضاد پیدا کر کے ہمیں اُن باتوں سے دور لے جانا چاہتا ہے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومن اور عبدِ رحمان کو حکم دیا ہے۔

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان تو اپنا کام کرتا رہے گا، اُس نے آدم کی پیدائش سے ہی اللہ تعالیٰ سے یہ مہلت مانگی تھی کہ مجھے مہلت دے کہ جس کے متعلق تو مجھے کہتا ہے کہ میں اس کو سجدہ کروں اُسے سیدھے راستے سے بھٹکاؤں۔ اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ اکثر کو میں ایسے انداز سے بھٹکاؤں گا کہ یہ میرے پیچھے چلیں گے۔ عبدِ رحمان کم ہوں گے اور شیطان کے بندے زیادہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ جو بھی تیری پیروی کرے گا اُسے میں جہنم میں ڈالوں گا۔ اس زمانے میں جیسا کہ مَیں نے مثالیں بھی دی ہیں، بہت سی باتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی طرف لے جاتی ہیں۔ اُن کا صحیح استعمال برا نہیں ہے، لیکن ان کا غلط استعمال برائیوں کے پھیلانے، غلاظتوں کے پھیلانے، گناہوں کے پھیلانے کا بہت بڑا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ لیکن یہی چیزیں نیکیوں کو پھیلانے کا بھی ذریعہ ہیں۔ ٹی وی ہے، معلوماتی اور علمی باتیں بھی بتاتا ہے لیکن بے حیائیاں بھی اس کی وجہ سے عام ہیں۔ اس زمانے میں ٹی وی کا سب سے بہتر استعمال تو ہم احمدی کر رہے ہیں یا جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ میں نے جلسوں کے دنوں میں بھی توجہ دلائی تھی اور اُس کا بعض لوگوں پر اثر بھی ہوا اور انہوں نے مجھے کہا کہ پہلے ہم ایم ٹی اے نہیں دیکھا کرتے تھے، اب آپ کے کہنے پر، توجہ دلانے پر ہم نے ایم ٹی اے دیکھنا شروع کیا ہے تو افسوس کرتے ہیں کہ پہلے کیوں نہ اس کو دیکھا، کیوں نہ ہم اس کے ساتھ جڑے۔ بعضوں نے یہ اظہار کیا کہ ہفتہ دس دن میں ہی ہمارے اندر روحانی اور علمی معیار میں اضافہ ہوا ہے۔ جماعت کے بارے میں ہمیں صحیح پتہ چلا ہے۔

پس پھر مَیں یاد دہانی کروا رہا ہوں، اس طرف بہت توجہ کریں، اپنے گھروں کو اس انعام سے فائدہ اُٹھانے والا بنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے ہمارے علمی اور روحانی اضافے کے لئے ہمیں دیا ہے تا کہ ہماری نسلیں احمدیت پر قائم رہنے والی ہوں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آ رہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں۔ جماعت اس پر لاکھوں ڈالر ہر سال خرچ کرتی ہے اس لئے کہ جماعت کے افراد کی تربیت ہو۔ اگر افرادِ جماعت اس سے بھرپور فائدہ نہیں اُٹھائیں گے تو اپنے آپ کو محروم کریں گے۔ غیر تو اس سے اب بھرپور فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور جماعت کی سچائی اُن پر واضح ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسلام کی حقانیت کا اُنہیں پتہ چل رہا ہے اور صحیح ادراک ہو رہا ہے۔ پس یہاں کے رہنے والے احمدیوں کو بھی اور دنیا کے رہنے والے احمدیوں کو بھی ایم ٹی اے سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔ ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 18/ اکتوبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اِک سائبانِ خیر

ظاہر رضائے یار کے عنواں ہوئے تو ہیں
پورے تمہاری دید کے ارماں ہوئے تو ہیں

ہم نے بھی اپنے صبر کا دامن بہم رکھا
آخر تمہارے ہجر کے درماں ہوئے تو ہیں

ان تیز و تند موسموں کی دھوپ چھاؤں میں
اک سائبانِ خیر کے ساماں ہوئے تو ہیں

کرتا نہ کیوں میں شکر ترے التفات کا
رستے لِقائے یار کے آساں ہوئے تو ہیں

بجھنے کو تھی حیات جو ہوتا نہ تیرا ہاتھ
تھے مضمحل چراغ، فروزاں ہوئے تو ہیں

دیدارِ یار کیا ہوا، قوسِ قزح کے رنگ
زینت سرائے دیدۂ گریاں ہوئے تو ہیں

عبدالشکور کلیولینڈ۔ اوہائیو، امریکا

دعا کا تحفہ

دربارِ خداوندی سے فیصلہ طلبی

سعید بن حسنہ اس دعا کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک ایسی آیت کا علم ہے جسے پڑھنے والا خدا سے جو مانگے اسے دیا جاتا ہے۔ رسول کریمؐ تہجد کا آغاز اس دعا سے کرتے اور اس سے پہلے اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَاءِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ بھی کہتے ہیں۔

(تفسیر القرطبی جزء 15 صفحہ 265)

اَللّٰہُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ عٰلِمَ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ اَنۡتَ تَحۡکُمُ بَیۡنَ عِبَادِکَ فِیۡ مَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۴۷﴾ (الزمر: 47)

اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! غیب اور ظاہر کا علم رکھنے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان تمام چیزوں کا فیصلہ کرنے والا ہے جن میں اختلاف کرتے ہیں۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ الحاج ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 39-40)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

اداریہ

سو عافیت ہے اسی میں کہ قافلے میں رہو

مورخہ 13 اگست 2022ء کی شام کو مسجد بیت الفتوح لندن میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے جلسہ سالانہ برطانیہ پر آئے ہوئے مرکزی مہمانوں کے اعزاز میں عشائیہ تھا اور اس سے قبل ایک مشاعرہ بھی ہوا۔ (جس کی رپورٹ علیحدہ سے الفضل آن لائن کی زینت بن رہی ہے) جو جناب مبارک صدیقی نے Conduct کروایا۔ جناب مبارک صدیقی نے مشاعرہ کے دوران اپنا حق میزبانی سمجھتے ہوئے اپنے بعض قطعات بھی پڑھے۔ ان میں سے ایک قطعہ کا آخری شعر یوں تھا۔

ہزار بھیڑیئے پھرتے ہیں کاٹ کھانے کو
سو عافیت ہے اسی میں کہ قافلے میں رہو

جب اس شعر کے مضمون نے میرے کانوں کو مَس کیا تو ایک عجیب سا ارتعاش میرے جسم میں پیدا ہوا اور دل و روح نے سجدہ کرنے کو دل کیا کہ الحمدللہ ثم الحمدللہ رب العالمین ہم ایک ایسے قافلے میں ہیں۔ جس کی سربراہی ایک نمائندہ رسول خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کر رہے ہیں۔ جس کے توسط سے آج ہم اللہ کے حصار میں ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی سچ فرمایا ہے۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

اگر ہم قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے سفر قافلوں کی صورت میں کیا کرتے تھے۔ خواہ وہ سفر نجی یا خاندانی ہوں یا قومی سفر ہوں۔ ایک ان کا نگران ہوا کرتا ہے جو اسلامی دنیا میں امیر کہلایا۔ اس کا مقصد صرف اور صرف یہ ہوتا تھا کہ خونخوار جانوروں اور دشمنوں سے اپنے آپ کو بچایا جائے اور قافلے کی صورت میں دشمن پر بھی رعب طاری ہو جاتا ہے جو دیکھ کر اور سوچ سمجھ کر حملہ کرتا ہے۔ قافلے بنا کر چلنے کا طریق ہم جنگلوں میں جانوروں میں بھی دیکھتے ہیں۔ جب تک جانور جھنڈ یا ریوڑ میں ہوتا ہے خونخوار جانور بھی حملہ کرنے سے ڈرتا ہے۔ ہم روزانہ ہی Animal TV پر جانوروں کی تاریخ پر بنی فلموں کو دیکھتے ہیں۔ خونخوار جانور شیر، چیتا اور جنگلی کتوں نے اپنی بھوک مٹانے کے لئے کسی جانور کا شکار کرنا ہوتا ہے تو وہ مختلف طریقوں اور ترکیبوں سے اپنے شکار کو جھنڈ سے الگ کرتے ہیں۔ ورنہ خونخوار جانور خواہ وہ بھی قافلے میں ہو دوسرے جانوروں کے قافلے پر حملہ کرنے سے گھبراتے ہیں۔

مورخہ 25؍ اگست 2022ء کو خاکسار کے اداریہ بعنوان ’’رشتہ داریوں کا تقدس و احترام‘‘ سے متاثر ہوکر مکرمہ امۃ الباری ناصر نے امریکہ سے اپنی ایک نظم کا یہ قطعہ بھجوایا۔

دوریاں پھر بڑھتے بڑھتے دشمنی ہوجائیں گی
خاندانی گھر کے آنگن میں اگر دیوار کی
کھوج میں سجنوں کی تنہا اڑتے اڑتے تھک گئی
کونج نے اب جان لی ہے قدر و قیمت ڈار کی

اس میں آخری مصرعہ ’’کونج نے اب جان لی ہے قدر و قیمت ڈار کی‘‘ اسی مضمون کو اجاگر کرتا ہے۔

موصوفہ (شاعر) نے اس مصرعہ میں پنجابی محاورہ ’’کونج وچھڑ گئی ڈاروں تے لبدی سجناں نوں‘‘ کو کمال عمدگی سے ادا کیا ہے۔

ہم نے بچپن میں درسی کتب میں ایک کہاوت پڑھ رکھی ہے کہ ایک بوڑھے والد نے اپنے بچوں میں اتحاد قائم رکھنے کے لئے لکڑیوں کا گٹھ منگوا کر بچوں کو توڑنے کا کہا۔ مگر وہ نہ توڑ سکے کیونکہ وہ ایک Bunch میں تھے۔ مگر جب اس Bunch کو کھول کر لکڑیوں کو الگ الگ کر دیا گیا تو ہر بچہ اس کو توڑنے کے قابل تھا جبکہ وہ تمام اکٹھے بھی Bunch کو توڑنے کے قابل نہ تھے۔

یہی کیفیت ہم اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے ساتھ ہوتا دیکھتے ہیں۔ اگر ہمارے ہاتھ کی اکیلی انگلی کسی کے ہاتھ آجائے تو وہ اسے توڑ مروڑ سکتا ہے اور اگر پانچوں انگلیاں آپس میں اتحاد کر لیں تو ایک ایسا Bunch بنتا ہے جو نہ صرف اپنا دفاع کر سکتا ہے بلکہ اگلے پر حملہ آور بھی ہو سکتا ہے۔

ہم نے 1947ء میں پارٹیشن کے وقت دیکھا جن لوگوں نے قافلوں کی صورت میں انڈیا کو خیر باد کہہ کر پاکستان میں پناہ لی یا پاکستان سے ہندو اور سکھ قافلوں کی صورت میں نکلے وہ محفوظ رہے مگر جن لوگوں نے اکا دکا نکلنے کی کوشش کی وہ اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے بھی یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی جنگ یا سریہ پر صحابہ کو بھجوایا قافلوں کی صورت میں امیر مقرر فرما کر بھجوایا۔ ہم نے اپنی زندگیوں میں 1965ء اور 1971ء کی جنگ دیکھی۔ آج قافلہ کو رجمنٹ کا نام دیا گیا ہے۔ جو تازہ دم ہو کر دشمن پر یکجائی صورت میں حملہ آور ہوتی ہے۔

ہم اور ہمارے آباؤ اجداد اس بات کے گواہ ہیں اور یہ بات تاریخ اسلام میں روز روشن کی طرح درج ہے کہ جب تک مسلمانوں نے خلافت کے دامن کو پکڑے رکھا وہ خود بھی محفوظ رہے اور بطور مسلمان انہوں نے فتوحات بھی حاصل کیں اور اسلام کا نام روشن رکھا مگر جب سے خلافت کو خیر باد کہا تب سے قافلہ تو نہ کہلائے، بھیڑ، اژدہام اور ہجوم کے ناموں سے ان کو پکارا گیا اور شکست و بدنامی ہی ان کے حصہ میں آئی۔ آج اسلامی ممالک میں مسلمانوں کو دیکھ لیں وہ امن میں نہیں اور حکومتوں کی سطح پر بڑی طاقتور قوتوں کے ہاتھوں میں کھیلے جا رہے ہیں۔ آج سے کچھ عرصہ قبل تک ہم تو محض بھیڑ، ہجوم اور اژدہام کے الفاظ خال خال سنتے تھے آج تو ہر ٹی وی چینل پر قریباً ہر ٹاک شو میں اور وی لاگرز اپنے وی لاگز میں اس طرح کے الفاظ کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور خلافت کے قیام کے لیے کوشاں بھی رہتے ہیں۔ مختلف مذہبی تنظیمیں خلافت کے قیام کے لیے اجلاسات، جلسے جلوس بھی نکالتی ہیں۔

ہفت روزہ ’’المنبر‘‘ میں تسکین جاوید صاحب لکھتے ہیں۔

’’ہم زندہ قوم ہیں کا ایماندارانہ جائزہ لیتے ہیں تو سچی بات یہ ہے کہ ہمیں اس میں زندہ قوم والی کوئی علامت نظر نہیں آتی بلکہ اس میں موجود سب علامتیں ایک ہجوم کا سا منظر پیش کرتی ہیں۔ وہ ہجوم جس میں انسانوں کا جمگھٹا تو ہو مگر ان کے ہاں کوئی واضح مقصد نہ ہو۔ جو گنتی میں تو افراد ہوں مگر تول میں روئی کے گالے۔ جو چل تو رہے ہوں مگر منزل سے بیگانہ۔ یہ ہجوم بازار میں اکٹھے ہو جانے والے رش سے زیادہ کسی اہمیت کا حامل نہیں ہوتا۔ خود ہی سوچیے کہ کیا ایسے ہجوم کو قوم بلکہ زندہ قوم کہا جا سکتا ہے؟ جو لوگ اپنے مقاصد سے بے خبر ہوں۔ جو اپنے مستقبل سے بے فکر ہوں۔ جو اپنے نصب العین سے محروم ہوں۔ جن کا دامن سنجیدہ جذبوں سے تہی ہو۔ جن کی فکری حالت اتنی ناگفتہ بہ ہوکہ بھیڑ بکریوں کی طرح دور سے ہر سبز چیز کو چارہ سمجھ کر دوڑتے چلے آئیں۔ بے رائے افراد کی، افراد میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی تو بے رائے قوم کی، قوموں کی صف میں بھلا کیا حیثیت ہوسکتی ہے؟

(خلافت۔ وقت کی ضرورت از حنیف احمد محمود صفحہ 71۔ 72)

اور دوسری طرف یہ تمام مذہبی جماعتیں، جماعت احمدیہ کے نظام سے مرعوب بھی نظر آتی ہیں۔ اور اس امر کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں کہ خلافت وقت کی اہم ضرورت ہے۔

جناب ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت ’’سرراہے‘‘ کے تحت لکھتے ہیں۔

’’اس وقت عالم اسلام کا کوئی لیڈر نہیں ہے اور مسلمان ممالک کے اکثر حکمران امریکہ کے پٹھو بنے ہوئے ہیں۔ اس صورت حال میں اللہ ہی سے دعا کی جاسکتی ہے کہ وہ عالم اسلام کو مخلص قیادت عطا فرمائے جو صرف مسلمانوں کے مفاد کو سامنے رکھے اپنے ذاتی مفاد کا خیال نہ کرے۔ جس طرح مسلمان بارش نہ ہونے پر نماز استسقاء ادا کرتے ہیں اسی طرح تمام دنیا کے مسلمانوں کو کسی ایک روز ’’نماز قیادت‘‘ ادا کرنی چاہئے اور اللہ سے رو رو کر دعا کرنی چاہئے کہ وہ انہیں مخلص لیڈر شپ عطا فرمائے۔ آمین۔‘‘

(خلافت۔ وقت کی ضرورت از حنیف احمد محمود صفحہ 62)

آج مسلمان کی نجات خلافت ہی میں پوشیدہ ہے۔ جماعت احمدیہ کی قوت، خلافت کا نظام ہے اور بعض عالمی قوتیں بھی اس وقت جماعت احمدیہ کی قوت و طاقت سے مرعوب نظر آتی ہیں۔ یہ نام نہاد مسلمان گھات میں بیٹھ کر نقصان پہنچا سکیں تو الگ بات ہے یا اکیلے اکیلے کسی احمدی کو پا کر اپنے ناپاک عزائم سے وہ کسی احمدی کو شہید کر دیں تو اور بات ہے۔ ورنہ تو بقول جناب مبارک صدیقی ’’ہزار بھیڑیئے پھرتے ہیں کاٹ کھانے کو‘‘

آج اس سالار قافلہ احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی ہدایات و نصائح نے ہی ہم احمدیوں کو عافیت میں رکھا ہوا ہے کہ کسی ہنگامہ، توڑ پھوڑ اور جلسے جلوس میں حصہ نہیں لینا۔ ورنہ تو ہم بھی بدنام ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ نہ صرف سالار قافلہ کو صحت و سلامتی کے ساتھ درازیٔ عمر عطا کرے بلکہ ہم دعا گو ہیں کہ خلافت کا سایہ تاقیامت ہمارے سروں پر فگن رکھے۔ ہم قافلے کے ساتھ ہوں اور قافلے کی برکات ہمارے ساتھ۔

چلو دنیا کی خاطر کام کو آسان کرتے ہیں
وفا گر جرم ہے تو جرم کا اعلان کرتے ہیں
خلافت ہے ہماری زندگی اور جانتے ہو تم
حفاظت جان کی تو ہر طرح انسان کرتے ہیں
در مسرور کا خادم ظفر تنہا نہیں ہرگز!!!
یہ وہ اعزاز ہے جس پر کروڑوں مان کرتے ہیں

(ابو سعید)

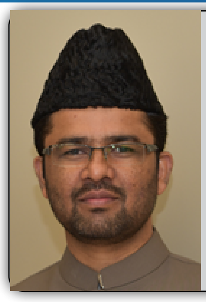

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت خان بہادر شیخ رحمت اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت خان بہادر شیخ رحمت اللہ رضی اللہ عنہ ولد شیخ امیر اللہ صاحب قوم قریشی اصل میں سونی پت صوبہ ہریانہ (انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ آپ 1879ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نے آپ کو بچپن میں ہی تعلیمی اغراض کے لیے اپنے بھائی کے پاس جو سیالکوٹ میں رہائش رکھتے تھے، بھیج دیا تھا۔ ابھی آپ مڈل جماعتوں میں ہی پڑھتے تھے کہ کبھی کبھی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ اور سید حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ اور کئی دیگر بزرگان سلسلہ کی مجالس میں شامل ہوا کرتے تھے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے دعاوی کے متعلق ذکر خیر ہوتا رہتا تھا۔ انہی دنوں طالب علمی کے زمانہ میں ہی آپ نے بذریعہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی اور پھر 1905ء میں اپنی بڑی بیوی کے ہمراہ قادیان حاضر ہو کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس طرح صحابہ حضرت اقدس علیہ السلام میں شامل ہو گئے۔

(الفضل 20/دسمبر 1955ء صفحہ 6)

حصول تعلیم کے بعد انجنیئر نگ کی ملازمت سے وابستہ ہوئے۔ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ ''تاریخ احمدیت صوبہ سرحد'' میں آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''موسم گرما 1904ء میں جب حضرت مولانا عبدالکریم صاحب پشاور تشریف لائے تو خاکسار کو فرمایا کہ پشاور صدر بازار میں شیخ رحمت اللہ سب اوورسیر کو تلاش کر کے بلوالو چنانچہ حسب فرمائش حضرت مولانا خاکسار نے .... حضرت مولوی صاحب کا پیغام دیا کہ وہ تشریف لائے ہیں اور آپ کو حضرت مولانا غلام حسن کے مکان پر شہر میں یاد کیا ہے۔ 1904ء کے بعد تا پنشن اُن سے دوستانہ، برادرانہ اور محبانہ تعلق رہا اور بڑے اخلاص سے پیش آتے رہے۔ بدوران ملازمت ایم ای ایس سب اوورسیر، اوورسیر ایس ڈی او، انجنیئر اور ایجنسی مین رہے۔ خان صاحب اور خان بہادر کا خطاب پایا۔ آپ پشاور، مردان، لنڈی کوتل اور مالاکنڈ اور چکدرہ میں رہے.... سلسلہ احمدیہ کی امداد میں دل کھول کر حصہ لیا کرتے تھے..... پشاور شہر میں دار الرحمت کا مکان خان بہادر شیخ رحمت اللہ نے اپنے خرچ سے بنا کر رہائش اختیار کی، یہ مکان 1923ء میں تعمیر کیا اور چند سال کے بعد انجمن کو دے دیا....''

(تاریخ احمدیت صوبہ سرحد از حضرت قاضی محمد یوسفؓ صفحہ 144 تا 147)

اپنی ملازمت کے سلسلے میں صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) کے مختلف علاقوں میں رہے۔ بگٹ گنج پشاور میں آپ کے سکنی مکانات تھے۔ خلافت ثانیہ کے آغاز میں آپ نے محلہ دار العلوم قادیان میں بھی ''رحمت منزل'' کے نام سے عالی شان اور فراخ کوٹھی بنالی تھی گو کہ یہاں آپ نے قریبًا 1938ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد رہائش اختیار کی۔ فہرست صحابہ قادیان مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ہفتم میں آپ کا نام 379 نمبر پر موجود ہے۔ تقسیم ملک کے بعد آپ لاہور منتقل ہو گئے اور ماڈل ٹاؤن میں مکان ملا۔ بالآخر یہیں بیمار ہوئے اور 4/دسمبر 1955ء کو وفات پائی، بوجہ موصی ہونے کے جنازہ ربوہ لایا گیا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ (الفضل 7/دسمبر 1955ء صفحہ 8) حضرت قاضی محمد یوسف صاحب نے آپ کی تین شادیوں کا ذکر کیا ہے، پہلی بیوی کا ذکر اوپر گزرا ہے جن کو ساتھ لے کر آپ قادیان بیعت کے لیے گئے۔ دوسری شادی 1917ء میں گجرات میں کی، یہ بیوی مرض سل سے فوت ہو گئیں تو تیسری شادی حضرت شیخ فتح محمد صاحب احمدی جموں کی بیٹی محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ کے ساتھ ہوئی۔ آپ کی نرینہ اولاد میں چار بیٹے تھے۔ آپ کی بیٹی محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ کا نکاح مکرم خلیفہ عبدالمنان صاحب ابن خلیفہ عبدالرحیم صاحب کے ساتھ چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحبؓ نے پڑھایا۔ (الفضل 26/ستمبر 1943ء صفحہ 5) آپ حضرت میاں غلام حسین صاحب ایس ڈی او ابن حضرت میاں محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ آف مردان کے ہم زلف تھے۔ آپ کی وفات پر محترم جمعدار فضل الدین صاحب اوورسیر ربوہ نے آپ کا مختصر ذکر خیر کرتے ہوئے لکھا: ''یہ تمام واقعات مجھ سے 1910ء میں مردان میں شیخ صاحب نے بیان کیے جبکہ آپ ایم ای ایس میں ایس ڈی او تھے اور میں تبدیل ہو کر ان کے ماتحت لگایا گیا اور وہیں میں نے بھی بیعت کی .... میں شیخ صاحب کی ماتحتی میں صرف ڈیڑھ سال کا عرصہ رہا۔ شیخ صاحب نے میرے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کیا، مجھے اپنے وسیع مکان کے احاطہ میں دو کمرے دیے جن میں میری اور میرے بیوی بچوں کی رہائش ہوتی تھی اور آپ کی مرحومہ بیوی میرے بیوی بچوں سے فیاضانہ سلوک کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم اور مرحومہ کو اپنے قرب میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ آپ نہایت ہی بُردبار، متحمل مزاج اور خاموش طبیعت رکھتے تھے۔ پنجاب کے فسادات کے دنوں میں آپ کی کوٹھی رحمت منزل قادیان میں ہزاروں لوگوں نے پناہ لی جن میں سے میرے خاندان کے اٹھتالیس کس بھی موضع حمزہ ضلع امرتسر سے آ کر پناہ گزیں ہوئے تھے۔ اُس وقت شیخ صاحب اور ان کے بڑے بھائی شیخ اللہ بخش صاحب بار بار لوگوں میں پھر کر ان کی دلجوئی کرتے تھے اور حتی الوسع ان کی خدمت میں ہر وقت کمر بستہ رہتے۔ غرض آپ میں بہت سی خوبیاں تھیں ....''

(الفضل 20/دسمبر 1955ء صفحہ 6)

(آپ کی تصویر آپ کے نواسوں محترم باسط خلیفہ صاحب اور حفیظ خلیفہ صاحب آف ٹورانٹو نے مہیا کی ہے، جزاھم اللہ احسن الجزاء)

ایڈیٹر کے نام خطوط

• صفیہ بشیر سامی۔ لندن سے لکھتی ہیں

آپ نے نئے ہجری سال کی سب کو مبارک دی ہے آپ کو بھی دل کی گہرائی سے بہت بہت مبارک ہو جس محنت و لگن سے آپ کی ٹیم ہمارے لئے کام کرتی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ مبارک بادی کے ساتھ ہی آپ نے جو محرم الحرام کی دعائیں لکھ دی ہیں مجھے تو بہت فائدہ ہوا ہے۔ میں بہت کچھ سیکھتی ہوں آپ کا ہر اداریہ ہی میرے لئے ایک سبق ہوتا ہے جس سے میں سیکھتی رہتی ہوں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے آمین۔

• مکرم مبشر احمد عابد لکھتے ہیں۔

محترم خواجہ عبد العظیم صاحب نے 30 جولائی کے الفضل میں واقعہ کربلا کو تاریخی حوالوں کے ساتھ مبالغہ آمیزی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انتہائی اعتدال اور میانہ روی کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ تاریخ کے طالب علم کے لئے انتہائی دلچسپ مضمون اور معلومات ہیں۔ اللہ تعالیٰ الفضل کو اور اچھے اچھے لکھاری عطا فرمائے اور آپ سب کی خدمت کو قبول فرمائے آمین۔

• مکرم رحمت اللہ بندیشہ۔ جرمنی تحریر کرتے ہیں۔

میں نے اگرچہ بعض خطوط، مثلاً مکرمی الیاس منیر صاحب کی کتاب ''حکایتِ دار و رَسن'' یعنی راہ مولیٰ میں اسیری کی سرگزشت میں سے پڑھے تھے۔ لیکن مورخہ 23/ اگست کے مضمون ''خطوط طاہر اور اسیران راہ مولا'' میں درج خطوط پڑھ کر اس بات پر ایمان بڑھا ہے کہ بہرحال خلیفۃ المسیح ہم خادمان سے بیان سے بڑھ کر دل و جان سے محبت کرتے ہیں۔

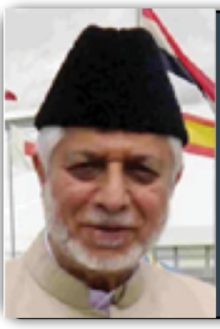

مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

کسرِ صلیب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا اہم مقصد

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام بہت وسیع اور ہمہ گیر علم کلام ہے۔ آپ نے ہندوستان میں موجود ہر مذہب کے رد میں دلائل بیان فرمائے اور سب مذاہب ہی سے کامیاب مقابلہ فرمایا ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آپ کی سب سے زیادہ توجہ عیسائیت کے ردّ کی طرف رہی ہے اور ہونا بھی ایسے ہی چاہئے تھا کیونکہ عیسائیت ہی اس وقت دیگر سب مذاہب سے بڑھ کر اسلام پر حملہ آور تھی۔ لیکن اس خاص توجہ بلکہ ہر وقت عیسائی مذہب کے استحصال پر آپ کی توجہ مرکوز رہنے کا حقیقی سبب یہ تھا کہ آپ کی بعثت کے مقاصد میں سے سب سے اہم مقصد اسلام کو دیگر سب مذاہب کے مقابل پر سر بلند کرنا تھا جن میں عیسائیت پیش پیش تھی گویا عیسائیت کا مقابلہ کر کے اسے مغلوب کرنا آپ کی آمد کا سب سے بڑا مقصد تھا۔ آپ فرماتے ہیں:

’’ہمارا سب سے بڑا کام تو کسرِ صلیب ہے۔‘‘
(ملفوظات جلد 5 صفحہ 257)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ارشاد کی بنیاد اس حدیث نبوی پر ہے جس میں مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض یوں بیان کی گئی ہے:

یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ
(بخاری باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام)

یعنی مسیح موعود کے آنے کی غرض یہ ہو گی کہ وہ صلیب کو توڑ دے اور خنزیروں کو قتل کرے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ خدا نے اپنے وعدے کے مطابق مسیح موعود کو اس امت محمدیہ میں سے پیدا کر دیا ہے اور اس کے آنے کا یہی مقصد ہے کہ صحیح معنوں میں کسرِ صلیب ہو جائے۔ آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ زمانے بھی نوبت بہ نوبت آتے ہیں اور یہ زمانہ جو مسیح موعود کا زمانہ ہے کسرِ صلیب کا زمانہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’زمانہ میں خدا نے نوبتیں رکھی ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اس کو زخمی کیا تھا اور آخری زمانہ میں یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑے گا یعنی آسمانی نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دُنیا سے اُٹھاوے گا۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد۔‘‘
(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 201-202)

پھر آپ نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ یقیناً سمجھو کہ یہ زمانہ کسرِ صلیب کا ہے اور اب آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ صلیب کو توڑ دیا جائے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’کسرِ صلیب کا وقت آ گیا یعنی وہ وقت کہ صلیبی عقائد کی غلطی کو ایسی صفائی سے ظاہر کر دینا جیسا کہ ایک لکڑی کو دو ٹکڑے کر دیا جائے۔‘‘
(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 86)

پھر اسی ضمن میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں:

’’نصرانی مذہب بھی ایک پھوڑا ہے جو اندر پیپ سے بھرا ہوا ہے اس لیے باہر سے چمکتا ہے۔ لیکن اب یہ وقت آ گیا ہے کے یہ ٹوٹ جاوے اور اس کی اندرونی غلاظت ظاہر ہو جاوے‘‘
(ملفوظات جلد 3 صفحہ 170)

نیز فرمایا:

’’اس بات کی کس کو خبر نہیں کہ دنیا میں اس زمانہ میں ایک ہی فتنہ ہے جو کمال کو پہنچ گیا ہے اور الٰہی تعلیم کا سخت مخالف ہے یعنی کفّارہ اور تثلیث کی تعلیم جس کو صلیبی فتنہ کے نام سے موسوم کرنا چاہئے۔ کیونکہ کفارہ اور تثلیث کے تمام اغراض صلیب کے ساتھ وابستہ ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے آسمان پر سے دیکھا کہ یہ فتنہ بہت بڑھ گیا ہے اور یہ زمانہ اس فتنہ کے تموّج اور طوفان کا زمانہ ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق چاہا کہ اس صلیبی فتنہ کو پارہ پارہ کر دے‘‘
(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 46)

حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی ہجری کا مجدد اور رسول بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔ چودھویں صدی میں چونکہ مسیحی مذہب کا زور تھا اس لئے آپ نے استدلال فرمایا ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد یعنی مسیح موعود کا کام یہ ہے کہ وہ اس صلیبی فتنہ کا استیصال کرے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’عیسائیوں کا فتنہ امّ الفتن ہے اس لئے چودھویں صدی کے مجدد کا کام یکسر الصلیب ہے۔‘‘
(ملفوظات جلد 1 صفحہ 170)

نیز فرمایا:

’’خدا تعالیٰ کی غیرت اور رحمت نے چاہا کہ صلیبی عقیدہ کے زہرناک اثر سے لوگوں کو بچاوے اور جس دجالیت سے انسان کو خدا بنایا گیا ہے اس دجالیت کے پردے کھول دے۔ اور چونکہ چودھویں صدی کے شروع تک یہ بلا کمال تک پہنچ گئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور عنایت نے چاہا کہ چودھویں صدی کا مجدد کسرِ صلیب کرنے والا ہو۔ کیونکہ مجدد بطور طبیب کے ہے اور طبیب کا کام یہی ہے کہ جس بیماری کا غلبہ ہو اس بیماری کی طرف توجہ کرے۔ پس اگر یہ بات صحیح ہے کہ کسرِ صلیب مسیح موعود کا کام ہے تو یہ دوسری بات بھی صحیح ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد جس کا فرض کسرِ صلیب ہے مسیح موعود ہے۔‘‘
(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 حاشیہ صفحہ 304-305)

ان حوالہ جات سے واضح ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد کسرِ صلیب ہے۔ آپ نے اس بات کو اپنی کتب میں بار بار مختلف پیرایہ میں اور بڑی تحدی کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ آپ نے بڑے وثوق اور یقین کے ساتھ اس امر کا اعلان فرمایا کہ اب خدا نے اپنی تقدیر نافذ کرنے کے لئے اپنے مسیح موعود کو بھیج دیا ہے۔ اب زمین کا کام نہیں کہ وہ اس فیصلہ کو قبول کرنے سے انکار کرے جو آسمان پر ہو چکا ہے۔ پھر آپ نے بانگ دہل اعلان فرمایا کہ:

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے دن

اپنے مقصد بعثت کو وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یہ عاجز صلیبی شوکت کو توڑنے کے لئے مامور ہے یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس خدمت پر مامور کیا گیا ہے کہ جو کچھ عیسائی پادریوں نے کفّارہ اور تثلیث کے باطل مسائل کو دنیا میں پھیلایا ہے اور خدائے واحد لاشریک کی کسرشان کی ہے یہ تمام فتنہ سچے دلائل اور روشن براہین اور پاک نشانوں کے ذریعہ سے فرو کیا جائے۔‘‘
(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 40)

پھر آپ نے تحدّی فرمائی کہ کسرِ صلیب بہرحال ہو کر رہے گی اور دنیا کی کوئی طاقت اس کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ آپؑ نے فرمایا:

’’مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اُترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔ جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چُپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور اُن کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں‘‘
(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 حاشیہ صفحہ 11)

نیز فرمایا:

’’اب وقت آ گیا ہے کہ انسان پرستی کا شہتیر ٹوٹ جاوے‘‘
(ملفوظات جلد 5 صفحہ 461)

الغرض آپ نے خدا سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا کہ اب کسرِ صلیب بہر صورت ہو کر رہے گی۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ یہ کسرِ صلیب ایسی کامل اور مستقل ہو گی کہ پھر اس صلیب کے دوبارہ جڑنے اور اس مذہب کے دوبارہ غالب آنے کا کبھی سوال بھی پیدا نہ ہو گا۔ حضرت مسیح موعودؑ کس شان اور یقین سے فرماتے ہیں:

’’اس نے اپنے اس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربہ سے اس صلیب کو توڑ دے جس نے حضرت عیسیٰؑ کے بدن کو توڑا تھا اور زخمی کیا تھا۔ مگر جس وقت حضرت مسیح کا بدن صلیب کی کیلوں سے توڑا گیا اس زخم اور شکست کے لئے تو خدا نے مرہم عیسیٰ تیار کر دی تھی جس سے چند ہفتوں میں ہی حضرت عیسیٰ شفا پا کر اس ظالم ملک سے ہجرت کر کے کشمیر جنت نظیر کی طرف چلے آئے۔ لیکن اس صلیب کا توڑنا جو اس پاک بدن کے عوض میں توڑا جائے گا جیسا کہ صحیح بخاری میں ذکر ہے ایسا نہیں ہے جیسا کہ مسیح کا مبارک بدن صلیب پر توڑا گیا جو آخر مرہم عیسیٰ کے استعمال سے اچھا ہو گیا بلکہ اس کے لئے کوئی بھی مرہم نہیں جب تک کہ عدالت کا دن آئے۔ یہ خدا کا کام ہے جو اس نے اپنا ارادہ اس نہایت عاجز بندہ کے ذریعہ سے پورا کیا۔‘‘
(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 15-16)

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آپ کو کسرِ صلیب کے لئے مبعوث فرمایا بلکہ ابد الآباد تک کے لئے اس مذہب کا استیصال کرنا آپ کا مشن تھا۔ اس مشن کے پورا کرنے کے لئے جس جوش، توجہ اور مسلسل جد و جہد کی ضرورت تھی وہ بھی آپ کو عطا کی گئی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ساری توجہ اس مذہب کے استیصال کی خاطر لگی ہوئی تھی اور اس مقصد کے حصول کے لئے آپ کے دل میں بے پناہ جذبہ اور جوش پایا جاتا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’کسرِ صلیب کے لئے جس قدر جوش خدا نے مجھے دیا ہے اس کا کسی دوسرے کو علم نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ خدا تعالیٰ نے مجھے وہ جوش کسرِ صلیب کے لئے دیا ہے کہ دنیا میں اس وقت کسی اور کو نہیں دیا گیا۔‘‘
(ملفوظات جلد 5 صفحہ 97)

نیز فرمایا:

’’میں سچ کہتا ہوں میرے لئے اگر کوئی غم ہے تو یہی ہے کہ نوع انسان کو اس ظلم صریح سے بچاؤں کہ وہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے میں مبتلا ہو رہی ہے اور اس سچے اور حقیقی خدا کے سامنے ان کو پہنچاؤں جو قادر اور مقتدر خدا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 448)

کسر صلیب سے مراد

اس موقع پر اس بات کی وضاحت کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کسر صلیب سے کیا مراد ہے؟

یاد رہے کہ ان الفاظ کے لفظی معنی تو صلیب کو توڑنے کے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسیح موعود ان لکڑی یا لوہے کی صلیبوں کو توڑتا پھرے گا جو گرجا گھروں کے اوپر لگی ہوتی ہیں کیونکہ ایسا کرنا تو بے معنی، بے فائدہ اور لغو کام ہے اور انبیاء کی شان اس سے بہت بالا ہوتی ہے۔ پس کسر صلیب کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ مسیح موعود اس مذہب اور اس کے عقائد کو باطل ثابت کرے گا جس کا ظاہری نشان صلیب ہے۔ گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود عیسائی مذہب کا ایسا کامیاب مقابلہ کرے گا کہ اس کو باطل ثابت کر دے گا۔ کسر صلیب کے یہ معنی گزشتہ علماء نے بھی کئے ہیں۔ چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوۃ کے صفحہ 221 پر کسر صلیب کے یہ معنی لکھے ہیں۔

ای فیبطل النصرانیة

یعنی وہ نصرانی مذہب (عیسائیت) کو باطل ثابت کر دیگا۔ اور بھی بہت سے علماء نے یہی معنی کئے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کسر صلیب سے یہی مراد لی ہے کہ مسیح موعود عیسائیت کے جملہ عقائد کا ایسا کامیاب رد کرے گا کہ یہ مذہب بحیثیت مجموعی باطل اور بے حقیقت ہو کر رہ جائے گا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

1۔ ’’کسر صلیب کا جو لفظ حدیثوں میں آیا ہے وہ بطور مجاز استعمال کیا گیا ہے اور اس سے مراد کوئی جنگ یا دینی لڑائی اور درحقیقت صلیب کا توڑنا نہیں ہے اور جس شخص نے ایسا خیال کیا اس نے خطا کی ہے بلکہ اس لفظ سے مراد عیسائی مذہب پر حجت پوری کرنا اور دلائل واضح کے ساتھ صلیب کی شان کو توڑنا ہے۔‘‘

(نجم الہدیٰ، روحانی خزائن جلد 14 حاشیہ صفحہ 78)

2۔ ’’حدیثوں میں جو ہے کہ مسیح موعود صلیب کو توڑے گا اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ درحقیقت صلیب کی صورت کو توڑے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے دلائل اور براہین ظاہر کرے گا جن سے صلیبی اصول کی غلطیاں ظاہر ہو جائیں گی اور دانشمند لوگ اس مذہب کا کذب یقین کر لیں گے۔‘‘

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 60-61)

3۔ ’’مسیح موعود کی بعثت کا وقت غلبۂ صلیب کے وقت ٹھہرایا گیا ہے اور وہ صلیب کو توڑنے کے لئے آئے گا۔ اب مطلب صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود کی آمد کی غرض عیسوی دین کا ابطال کلی ہوگا اور وہ حجت اور براہین کے ساتھ جن کو آسمانی تائیدات اور خوارق اور بھی قوی کر دیں گے۔ اس صلیب پرستی کے مذہب کو باطل کر کے دکھا دے گا اور اس کا باطل ہونا دنیا پر روشن ہو جائے گا اور لاکھوں روحیں اعتراف کریں گی کہ فی الحقیقت عیسائی دین انسان کے لئے رحمت کا باعث نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ساری توجہ اس صلیب کی طرف لگی ہوئی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 18-19)

4۔ ’’مسیح موعودؑ کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی۔ تب انجام ہو گا اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی۔‘‘

(مسیح ہندستان میں، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 64)

5۔ ’’صلیب کے توڑنے سے مراد کوئی ظاہری جنگ نہیں بلکہ روحانی طور پر صلیبی مذہب کا توڑ دینا اور اس کا بطلان ثابت کر کے دکھا دینا ہے۔‘‘

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 57)

6۔ ’’یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ صحیح بخاری میں آنے والے مسیح کی نسبت جو لکھا ہے کہ یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر یعنی وہ صلیبوں کو توڑے گا اور خنزیروں کو قتل کرے گا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ جنگلوں میں چوہڑوں اور چماروں کی طرح شکار کھیلتا پھرے گا اور گرجوں پر چڑھ کر صلیبیں توڑتا پھرے گا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خنزیر نجاست کھانے والے کو کہتے ہیں اور ضروری نہیں کہ وہ نجاست جانوروں کی ہی ہو بلکہ جھوٹ اور دروغ کی جو نجاست ہے وہ سب سے گندی اور بدبودار نجاست ہے اس لئے ایسے لوگوں کا جو ہر وقت جھوٹ اور فریب سے دنیا کو گمراہ کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خنزیر نام رکھا ہے اور یہ جو فرمایا یکسر الصلیب تو اس کے معنی یہ نہیں کہ مسیح جب آوے گا تو پتھر، تانبے اور لکڑی وغیرہ کی صلیبوں کو جو پیسے پیسے پر فروخت ہوتی ہیں توڑتا پھرے گا بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ صلیبی مذہب کی بنیاد کو توڑ دے گا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 10 صفحہ 55-56)

7۔ ’’صلیب کے توڑنے سے یہ سمجھنا کہ صلیب کی لکڑی یا سونے چاندی کی صلیبیں توڑی جائیں گی یہ سخت غلطی ہے۔ اس قسم کی صلیبیں تو ہمیشہ اسلامی جنگوں میں ٹوٹتی رہی ہیں بلکہ اس سے یہ مطلب ہے کہ مسیح موعود صلیبی عقیدہ کو توڑے گا اور بعد اس کے دنیا میں صلیبی عقیدہ کا نشو و نما نہیں ہو گا۔ ایسا ٹوٹے گا کہ پھر قیامت تک اس کا پیوند نہیں ہو گا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 325)

کسر صلیب کے ضمن یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ مسیح موعود کی آمد کے بعد کوئی عیسائی باقی نہیں رہے گا۔ کسر صلیب سے صرف یہ مراد ہے کہ عیسائیت مغلوب ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسر صلیب کے حقیقی مفہوم کے ذکر میں فرماتے ہیں:

’’یہ خیال بھی غلط ہے کہ کوئی عیسائی دنیا میں نہ رہے گا۔ اسلام ہی اسلام ہو گا جبکہ خدا تعالیٰ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ان کا وجود قیامت تک رہے گا۔ مطلب یہ ہے کہ نصاریٰ کا مذہب ہلاک ہو گا اور عیسائیت نے جو عظمت دلوں پر حاصل کی ہے وہ نہ رہے گی۔‘‘

(ملفوظات، جلد 6 صفحہ 212)

اس جگہ یہ ذکر کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ احادیث میں مسیح موعود کو کاسر صلیب قرار دیا گیا ہے اور اس کا کام کسر صلیب بیان کیا گیا ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسر صلیب کا عظیم الشان کام کسی ایک فرد کا کام نہیں اور نہ ہی ایک فرد کی طاقت میں ہے کہ وہ اتنا عظیم الشان کام سرانجام دے سکے۔ یہ کام تو خدا تعالیٰ کا ہے اور دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے یا ہو گا اسی کے حکم سے ہو گا۔ پس اگر کسر صلیب کے مفہوم کو مدنظر رکھا جائے تو اصل بات یہ نظر آتی ہے کہ اس زمانہ میں صلیب کو توڑنا خدائی فیصلہ ہے اور خدا خود کاسر صلیب ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی فرمایا ہے:

’’درحقیقت صلیب کا کاسر مسیح موعود نہ ہو گا بلکہ خود خدا ہو گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 212)

نیز فرمایا:

’’یہ کسر صلیب اعزازاً اور اکراماً مسیح موعود کی طرف منسوب کی جاتی ہے ورنہ کرتا توسب کچھ خدا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 305)

ظاہر ہے کہ جب کسر صلیب خدا کا کام ہے اور حقیقت میں خدا کاسر صلیب ہے تو دنیا کی کیا مجال ہے کہ وہ صلیب کو نہ ٹوٹنے دے۔ یہ صلیب ضرور ٹوٹے گی اور پاش پاش ہوگی اور ایسی بری طرح ٹوٹے گی کہ پھر دوبارہ جڑنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

اس ضمن حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت پرشوکت الفاظ میں تحریر فرمایا:

’’مسیح موعود صلیبی عقیدہ کو توڑے گا اور بعد میں اس کے دنیا میں صلیبی عقیدہ کا نشو و نما نہیں ہو گا۔ ایسا ٹوٹے گا کہ پھر قیامت تک اس کا پیوند نہیں ہو گا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 325)

اگر یہ سوال ہو کہ یہ کسر صلیب کس طرح اور کن ذرائع سے ہو گی تو اس کا جواب بھی حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں ملتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’انزل مسیح الموعود لیکسر الصلیب الاعداء و ان ھذا الکسر لیس بسیف ولا سنان کما زعمه فریق من عمیان بل الکسر کله بدلیل وبرھان و آیات من السماء و سلطان‘‘

(لجۃ النور، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 13-14)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح موعود کو اس غرض سے بھیجا ہے کہ وہ دشمنوں کی صلیب کو توڑ دے۔ یقیناً یاد رکھو کہ یہ کسر صلیب تلوار یا تیروں کے ذریعہ نہیں ہو گی جیسا کہ بعض نادان خیال کرتے ہیں بلکہ یہ ساری کسر صلیب دلیل، برہان، آسمانی نشانات اور روحانی غلبہ کے ذریعہ ہو گی۔

نیز فرمایا:

’’اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی۔ تب انجام ہو گا اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی۔ لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب سے جو عملی اور استدلالی رنگ میں دنیا میں ظاہر ہوں گے۔ یہی مفہوم اس حدیث کا ہے جو صحیح بخاری اور دوسری کتابوں میں درج ہے۔‘‘

(مسیح ہندستان میں، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 64)

پھر اس ضمن میں حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

’’طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو کیونکر اور کن وسائل سے کسر صلیب کرنا چاہئے؟۔۔۔ اس کا جواب یہ ہے کہ۔۔۔ مسیح موعود کا منصب۔۔۔ یہ ہے کہ حجج عقلیہ اور آیات سماویہ اور دعا سے اس فتنہ کو فرو کرے۔ یہ تین ہتھیار خدا تعالیٰ نے اس کو دیئے ہیں اور تینوں میں ایسی اعجازی قوت رکھی ہے جس میں اس کا غیر ہرگز اس سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ آخر اسی طور سے صلیب توڑا جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک محقق نظر سے اس کی عظمت اور بزرگی جاتی رہے گی اور رفتہ رفتہ توحید قبول کرنے کے وسیع دروازے کھلیں گے۔ یہ سب کچھ تدریجاً ہو گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے سارے کام تدریجی ہیں کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہو گا۔‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 305)

مولانا صداقت احمد ۔ مبلغ انچارج جرمنی

السّلام، امن و سلامتی کا سرچشمہ

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2022ء

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَيۡمِنُ الۡعَزِيۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ

(الحشر:24)

اس کائنات کا مرکزی نقطہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ کیا ہے کون ہے اور کیسا ہے اس کا علم ہمیں اس کی صفات کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ صفات الٰہیہ کا جامع اور مکمل نقشہ اسلام نے ہی پیش کیا ہے اور وہ ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے اندر دو قسم کی جلوہ گری رکھتی ہیں۔ ایک جلوہ تو تنزیہی رنگ میں ظاہر ہوتا ہے جو اس کو اُن تمام قسم کے عیوب اور نقائص سے جو اُس کی مخلوق میں پائی جاتی ہیں منزّہ اور پاک ٹھہراتا ہے اور دوسرا جلوہ تشبیہی رنگ میں ظاہر ہوتا ہے یعنی ایسی صفات کی شکل میں جو مخلوق کی صفات کے مشابہ نظر آتی ہیں اور جن میں مخلوق کو بھی کسی قدر حصہ دیا گیا ہے۔ ہمارا خدا بے شمار صفات کا مالک ہے اور اس کی ہر صفت اپنے اندر بے انتہا خوبصورتی اور حسن لئے ہوئے ہے۔ قرآن کریم میں االلہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وللہ الاسماء الحسنیٰ یعنی تمام خوبصورت نام اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ اپنی ان بے شمار اور خوبصورت صفات میں سے تقریباً ننانوے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے۔ سورۃ الحشر کی آیت 24 میں جو خاکسار نے اوپر بیان کی ہے وہ اپنی بعض صفات کا ذکر اس طرح کرتا ہے:

وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، السلام یعنی سلامتی دینے والا ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا (اور) کبریائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ: اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک بہت ہی خوبصورت نام ہے۔ یعنی وہی ہے جو امن و سلامتی کا منبع اور سرچشمہ ہے اور یہی آج خاکسار کی تقریر کا موضوع ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس بارے میں فرماتے ہیں:

اسلام کا اصلی سرچشمہ اور اس کا حقیقی منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کا نام اَلسَّلَامُ ہے۔ قرآن کریم میں اس مبارک نام کا مبارک ذکر اِس کلمہ طیبہ میں آیا ہے هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ (الحشر:24)۔۔۔۔ یعنی وہی اللہ ہے۔ کوئی معبود اور کاملہ صفات سے موصوف اس کے سوا نہیں۔ وہ حقیقی بادشاہ، ہر ایک نقص سے منزّہ و بے عیب و سلامت ہے۔ اور اسلام کا حقیقی ثمرہ دار السلام ہے جس کا آسمان و زمین اور در و دیوار اور جس کے تمام یار وغمگسار طیّب ہونگے اور ان کے میل جول میں سلامتی و سلام ہی ہو گا۔ جیسے وَتَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ (یونس:11)

(نور الدین صفحہ 1-2)

لفظ السلام کا مادہ یا روٹ تین حروف سَ لَام میم ہیں۔ عربی زبان میں جہاں بھی یہ اکٹھے ہونگے ان کے معنوں میں حفاظت کے معنے ضرور پائے جائیں گے مثلاً اسلام کے معنے فرمانبرداری کے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی بڑے آدمی کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اس کی بات مان لیتا ہے تو طبعی طور پر وہ اُس کی حفاظت میں آ جاتا ہے اور پھر اُسی کے مال و جان کی حفاظت کی جاتی ہے جو مطیع و منقاد ہو۔ سَلِمَ یَسْلِمُ اَلسَّلْمُ وَالسَّلَامَۃُ کے معنی ہر قسم کی ظاہری اور باطنی آفات اور مصائب سے بچنے کے ہیں۔ باطنی سلامتی اور حفاظت کی مثال دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ (الشعراء:90) کے الفاظ استعمال فرماتا ہے۔ یعنی جو بھی قلب سلیم کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہو گا وہ قیامت والے دن ہر قسم کی رُسوائی سے سلامت رہے گا۔ اِسی طرح ظاہری سلامتی کی مثال اللہ تعالیٰ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيۡهَا (البقرہ:72) کے الفاظ سے دیتا ہے یعنی وہ گائے جس کو یہودیوں نے پوجنا شروع کر دیا تھا اور شرک کے قلع قمع کرنے کے لئے جسے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ ظاہری نقص اور داغ وغیرہ سے محفوظ تھی۔

اللہ تعالیٰ کو اَلسَّلَامُ اس لئے کہا جاتا ہے کیوں کہ اس کی ذات ہر قسم کے عیوب سے، اس کی صفات ہر قسم کے نقص سے اور اس کے کام ہر قسم کے شر سے پاک اور منزہ ہیں اور وہ سلامتی عطا کرنے والا ہے۔ وہ اس لئے بھی السلام ہے کہ وہ باقی رہنے والا دائمی وجود ہے اور اس کی ذات اُن آفتوں سے سلامت ہے جو دوسروں کو تغیر اور فنا وغیرہ کی پہنچتی رہتی ہیں۔ حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ انت السلام و مِنۡكَ السَّلَامُ تو اس سے مراد یہ ہے کہ اے اللہ تیری ذات ہی ایسی ہے جو سلامتی بخشنے والی ہے اور جو ایک بے کس اور کمزور انسان کو ناپسندیدہ اور تکلیف دِہ امور سے سلامت رکھتی اور دونوں جہانوں کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے چھٹکارا دلاتی ہے اور جو ایمان لانے والوں کے گناہوں اور عیوب کی پردہ پوشی کرتی ہے جس کی وجہ سے وہ قیامت والے دن کی رسوائی سے سلامتی میں ہوں گے۔ مِنۡكَ السَّلَامُ کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جنت میں مومنوں کو سلامتی کا تحفہ عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا سَلٰمٌ ۟ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ یعنی ان کو سلام کہا جائے گا جو بار بار کرم کرنے والے ربّ کی طرف سے ان کے لئے ایک پیغام ہو گا۔

(ماخوذ از مفردات امام راغب، تفسیر طبری۔ تفسیر روح البیان وغیرہ)

جس طرح ماں باپ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے بچے آپس میں لڑیں جھگڑیں یا فساد کریں بلکہ وہ یہی چاہتے ہیں کہ وہ آپس میں پیار، محبت اور امن وسکون سے رہیں جس طرح ایک گھر میں امن کے قائم رکھنے کے لئے ماں باپ کا وجود ناگزیر ہے اسی طرح اس دنیا میں امن کے قیام کے لئے ایک بالا ہستی کے وجود پر ایمان لانا ضروری ہے جو کہ امن کی خواہاں ہو اور یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ امن دینے والا ہے صرف قرآن کریم نے ہی پیش کیا ہے اور اس نے ہی اللہ تعالیٰ کی صفت اَلسَّلَامُ بیان کی ہے اور السلام خدا کی طرف سے جو پیغام آیا ہے اس کا نام اسلام رکھا ہے۔ اس لئے اس پر سچا ایمان لائے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ مزید یہ کہ وہی شخص امن کا حقیقی پیامبر کہلا سکتا ہے جو اس امن و سلامتی کے سرچشمہ خدا کی طرف لوگوں کو بلائے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ انسان ہیں جنہوں نے اس جانفشانی کے ساتھ اُس ہستی کی طرف دنیا کو دعوت دی کہ داعیاً الی اللّٰہ کا لقب پایا اور ایسی آفاقی تعلیم پیش کی جس پر عمل کر کے ہی اِس دنیا کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔

سورۃ بقرہ آیت 126 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَيۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا

(البقرہ:126)

یعنی یہ جو خدا کی خواہش اور اُس کی صفت ''السلام'' کا تقاضا ہے کہ دنیا میں امن قائم ہو اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ اس دنیا میں ایک ایسا مرکز قائم کرتا جو دنیا کو امن دینے والا ہوتا۔ پس بیت اللہ ہی وہ مرکز ہے جو اس نے اس غرض کے لئے بنایا۔ یہی وہ مدرسہ ہے جہاں چاروں اطراف سے لوگوں نے جمع ہونا تھا اور امن کا سبق حاصل کرنا تھا۔ اس مدرسہ کا نصاب کیا ہو گا اس میں کیا تعلیم دی جائے گی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے خبر پا کر اس کا جواب ان الفاظ میں دیا۔

قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ۙ﴿۱۶﴾ يَّهۡدِىۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ (المائدہ:16-17) یعنی اے لوگو! تم تاریکی میں پڑے ہوئے تھے۔ تم نہیں جانتے تھے کہ تم اپنے خدا کی رضا کیسے حاصل کر سکتے ہو اس لئے اس نے تمہارے لئے ایک مدرسہ بنا دیا ہے۔ مگر خالی مدرسہ کافی نہیں جب تک کہ اس مدرسے کا استاد نہ ہو اور اس میں پڑھائی جانے والی کتابیں موجود نہ ہوں۔ پس فرمایا۔ قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ خدا کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور آیا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک وجود ہے اور اُس کے ساتھ ایک کتاب مبین ہے۔ یعنی ایسی کتاب جو ہر قسم کے مسائل کو کھول کر بیان کرنے والی ہے۔ پس اس امن کے مدرسہ میں امن کا سبق پڑھانے والے تو حضرت محمد ﷺ ہیں اور امن کا نصاب وہ کتاب ہے جو يَّهۡدِىۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ کی مصداق ہے۔ جو شخص خدا کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اس کتاب کو پڑھے۔ اس میں جس قدر سبق ہیں وہ سُبُلَ السَّلٰمِ یعنی سلامتی کے راستے ہیں اور کوئی ایک حکم بھی ایسا نہیں جس پر عمل کر کے انسانی امن برباد ہوسکتا ہو۔

اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ یہ امن جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے کس کے لئے ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى کہ اے محمد ﷺ! تو لوگوں کو بتا دے کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے چنیدہ اور پسندیدہ ہو جائیں گے اور اپنے آپ کو اس کی راہ میں فدا کر دیں گے وہ پرامن زندگی بسر کرنے لگ جائیں گے۔ یعنی وہ لوگ جو اخلاص سے محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے والے اور آپ کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے والے ہیں وہ ہر قسم کے خوف و حزن سے محفوظ رہیں گے اور وہ خدا کی امان اور سلامتی کی چھتری کے نیچے بسیرا کریں گے۔

رب العالمین خدا کی طرف سے آنے والی تعلیم صرف ایک طبقہ کے لئے امن و سلامتی کے حصول کا ذریعہ نہیں ہوسکتی بلکہ اس کا فیض تمام انسانوں کو برابر پہنچنا چاہئے۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کا اظہار اللہ تعالیٰ نے سورۃ زخرف میں ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ وَقِيۡلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

قَوۡمٌ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۹﴾ فَاصۡفَحۡ عَنۡہُمۡ وَ قُلۡ سَلٰمٌ ؕ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۰﴾ (زخرف:89-90) یعنی نبی کریم ﷺ اپنی قوم کی بدسلوکی کی وجہ سے پکار اٹھے کہ اے میرے رب میں تو اپنی قوم کی طرف امن کا پیغام لے کر آیا تھا اِنَّ ہٰۤؤُلَآءِ قَوۡمٌ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ مگر یہ قوم تو ایسی ہے کہ اس پیغام کی قدر کرنے کی بجائے وہ میری مخالفت پر کمر بستہ ہوگئی ہے اور انھوں نے میرے اور میری قوم کے امن کو بھی بالکل برباد کر دیا ہے۔ مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ آپ کو درگزر کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ۔ فَاصۡفَحۡ عَنۡہُمۡ۔یعنی اے ہمارے نبی۔ ابھی ان لوگوں کو تیری تعلیم کی عظمت معلوم نہیں اس لئے وہ غصہ میں آجاتے ہیں اور تیری مخالفت پر اتر آتے ہیں لیکن تو پھر بھی ان سے درگذر کر کیونکہ ہم نے تجھے امن کے قیام کے لئے مبعوث کیا ہے۔ وَقُلۡ سَلٰمٌ اور جب یہ لوگ تجھے ستائیں تو تو یہی کہتا رہ کہ میں تو تمہارے لئے سلامتی لایا ہوں فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ عنقریب دنیا کو معلوم ہوجائے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا کے لئے لڑائی نہیں بلکہ امن لائے تھے۔ گویا وہ امن و سلامتی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے وہ صرف مومنوں کے لئے مخصوص نہ رہے بلکہ مخالفین اور دشمنوں کو بھی اس کا فیض پہنچا۔

پھر اس مدرسہ میں دی جانے والی تعلیم اتنی خوبصورت ہے کہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درگزر کرنے کی تعلیم نہیں بلکہ تمام مومنوں کو بھی یہی تعلیم دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ عباد الرحمان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا (الفرقان: 64) یعنی مومن کم فہم اور جاہل لوگوں سے جو اسلام کی غرض و غایت سے غافل ہیں الجھتے نہیں بلکہ ان کی شان تو یہ ہے کہ جب لوگ ان سے جہالت سے پیش آتے ہیں تو وہ اس کے جواب میں ان کا مقابلہ نہیں کرتے بلکہ سلاماً کہتے ہیں کہ ہم تو تمہاری سلامتی چاہتے ہیں۔ گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی سلامتی صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے لئے ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے ہے۔

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے جو امن و سلامتی دنیا کو مہیا کی کیا اس کا اثر صرف اسی دنیا تک محدود ہے یا پھر اگلی دنیا تک بھی پہنچنے والا ہے۔ کیا وہ عارضی ہے یا مستقل۔ اس کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ (یونس:26) کہ دنیا فسادوں کی طرف لے جاتی ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو تعلیم دی گئی ہے وہ نہ صرف اس دنیا میں امن کی ضامن ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی وہ دار السلام یعنی امن کے گھر کی طرف لے جانے کا موجب بنے گی جہاں سلامتی ہی سلامتی ہے۔

الغرض امن کے قیام کے لئے ایسی مکمل تعلیم اسلام نے دی ہے کہ اس کے ماضی میں ایک سلام ہستی کھڑی ہے اور اس کے حال میں ایک مدرسۂ امن جاری ہے جس میں پڑھایا جانے والا نصاب امن و سلامتی سے بھر پور تعلیم پر مشتمل ہے اور وہ نصاب پڑھانے والا مدرّس بھی ایسا ہے جو سراپائے محبت و شفقت اور رحمت ہے اور عملی طور پر بھی اس نے ایک ایسی جماعت تیار کر دی جو وَاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا کی مصداق ہے۔ پھر اس کے مستقبل میں بھی امن ہے۔ کیونکہ وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ یعنی مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انسان کو ایک ایسے جہان میں لے جائے گا جہاں سلامتی ہی سلامتی ہوگی۔ پس اس طرح امن کے قیام کے لئے دی جانے والی اس بے مثال تعلیم کی زنجیر مکمل ہو جاتی ہے اور کوئی جزو تشنۂ تکمیل نہیں رہتا۔

اسلام نے صفات الٰہیہ کا صرف ایک جامع اور مکمل نقشہ ہی پیش نہیں کیا بلکہ اس نے بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے اور اس کی صفات کو اپنانے کی تلقین بھی کی ہے۔ جیسا کہ فرمایا صِبۡغَۃَ اللّٰہِ ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبۡغَۃً ۫ وَّنَحۡنُ لَہٗ عٰبِدُوۡنَ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا رنگ اختیار کرو اور رنگ میں اللہ تعالیٰ سے بہتر اور کون ہوسکتا ہے اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی صفت اَلسَّلَام سے متصف انسان ہی اصل میں مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔ پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامتی میں رہیں۔ پھر ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص سلامتی والا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ محفوظ ہوں۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند معاذ بن انس، جلد 5 صفحہ 377 حدیث 15729 مطبوعہ بیروت 1998ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

’’ہر انسان کا پہلا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہوتا ہے۔ پس وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بن جاتا ہے وہ مسلم ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے احکام کے آگے اپنے آپ کو کلیۃً ڈال دیتا ہے اور یہی اسلام کی توضیح اور اس کی صحیح تشریح ہے دوسرا تعلق انسان کا اپنی ذات اور بنی نوع انسان سے ہوتا ہے۔ پس جو شخص اپنی ذات کو فتنوں میں پڑنے سے بچا لیتا ہے۔ شرارتوں میں پڑنے سے بچا لیتا ہے۔ بد دیانتیوں، خیانتوں اور ظلموں میں پڑنے سے بچا لیتا ہے۔ جھوٹ، فریب، دغا، بغض اور کینہ سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔ وہ بھی مسلم ہے کیونکہ اُس نے اپنی جان کو سلامتی عطا کی۔ اسی طرح جو شخص اپنی قوم کے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ بھی مسلم ہے۔ جو شخص اپنے ہمسائیوں اور رشتہ داروں کو امن دیتا اور فساد اور خونریزی اُن کیلئے پیدا نہیں کرتا وہ بھی مسلم ہے۔‘‘

اللہ نے ہمارا نام مسلمان اسی لئے رکھا ہے تا کہ ہم اس کی صفت السلام کے مظہر بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ھُوَ سَمّٰٮکُمُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۬ۙ مِنۡ قَبۡلُ وَ فِیۡ ہٰذَا یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اب بھی اور اس سے پہلے بھی اور فِیۡ ہٰذَا میں حضرت ابراہیمؑ کی اس قرآنی دعا کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو آپ علیہ السلام نے ان الفاظ میں کی کہ

رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ

(البقرہ: 129)

یعنی اے ہمارے رب! مجھ ابراہیمؑ کو اور میرے بیٹے اسمٰعیلؑ کو اپنے حضور میں مسلم قرار دے اور اسی طرح ہماری اولاد میں سے بھی ایک بڑی جماعت پیدا کر جو تیرے حضور میں مسلم کہلائے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے میری امت کا نام مسلم اور میرے مذہب کا نام اسلام رکھا ہے۔ اس نام میں ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی غرض بتا دی ہے جو یہ ہے کہ ایک طرف لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے جو السّلام ہے، مضبوط تعلق قائم ہو جائے اور وہ اس کی ناراضگی سے محفوظ ہو جائیں اور دوسری طرف وہ ایک دوسرے سے ہمدردی اور شفقت کا سلوک کریں۔ ان میں باہمی محبت و یگانگت پروان چڑھے اور وہ رحماء بینھم کا نظارہ پیش کرنے والے ہوں اور وہ آپس کے لڑائی جھگڑوں اور فسادات سے نجات پا جائیں۔ اِس صورت میں وہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون کے مصداق ہوجائیں گے یعنی نہ اُنہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی ناراضگی کا ڈر ہوسکتا ہے اور نہ بنی نوع انسان کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہوگا اور اس طرح وہ روحانی اور جسمانی دونوں لحاظ سے محفوظ ہو جائیں گے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ نے نماز میں اپنے اور دوسروں کیلئے سلامتی طلب کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز میں یوں دعا مانگتے أَلسَّلَامُ عَلیٰ اللّٰہ۔ أَلسَّلَامُ عَلیٰ جِبۡرِیۡلَ وَمِیۡکَاۤئِیۡلَ۔ أَلسَّلَامُ فُلَانٍ۔ ایک روز آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ‘‘ کہ اللہ تو خود سلام ہے اس پر تم کیا سلامتی بھیجتے ہو؟ پس جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ میں بیٹھے تو یہ دعا پڑھے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَیۡكَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیۡنَا وَعَلَی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِینَ۔ یعنی تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبی!۔ تجھ پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکات ہوں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر۔ فرمایا کہ اگر تم یہ دعا پڑھو گے تو گویا تم نے زمین و آسمان میں موجود ہر شخص کے لئے سلامتی کی دعا کر دی۔

نماز ختم کرتے وقت بھی جب ایک مسلمان دائیں اور بائیں منہ پھیر کر السلام علیکم و رحمۃ اللہ کے الفاظ کہتا ہے تو وہ یہ اقرار کرتا ہے کہ وہ ہر ایک کو چاہے وہ کوئی بھی ہو امن و سلامتی کی ضمانت دیتا ہے اور پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ جو السلام ہے اُس کی طرف سے ملنے والی سلامتی کا وہ اعتراف کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیرتے تو تین دفعہ استغفراللہ کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ أَنۡتَ السَّلَامُ وَمِنۡكَ السَّلَامُ تَبَارَکۡتَ یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ۔ اے اللہ! تو سلام ہے۔ سلامتی تجھ ہی سے ہے۔ اے جلال و اکرام والے! تو برکت والا ہے۔

(مسلم کتاب المساجد باب استحبا الذکر بعد الصلوٰۃ و بیان صفتہ)

آنحضرت ﷺ نے معاشرتی امن کے فروغ اور آپس کے محبت و پیار کو قائم کرنے کے لئے سَلَام کو رواج دینے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ، لا تدخلون الجنۃ حتی تؤمنوا، ولا تؤمنوا حتی تحابوا، أوَلَا أدلکم علی شیءٍ إذا فعلتموہ تحاببتم؟ أفشوا السلام بینکم۔

(صحیح مسلم)

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک کامل ایمان نہ لے آؤ اور اس وقت تک کامل ایمان نہیں لا سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ اور کیا میں تمہیں ایسی چیز کے بارے میں نہ بتاؤں کہ جب تم اسے اپنا لو گے تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے، وہ بات یہ ہے کہ تم

آپس میں سلام کو رواج دو۔ سلام کو پھیلانا، آپس میں محبت پیدا کرنے اور معاشرے میں امن قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ وہ سلامتی کی دعا ہے جو انتہائی خیر و برکت کا موجب ہے اور دل کی میل اور کدورتیں صاف کرنے کا ایک زبردست نسخہ ہے۔۔ جب ہم کسی کو السلام علیکم کہتے ہیں تو ہم اس کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور اسے یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس کے خیرخواہ ہیں اور اسے کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ معاشرتی امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کی اس اہم تعلیم کو از سرنو اپنے عملوں کے ذریعہ زندہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت ''السلام'' کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء جو اس کی صفات کے حقیقی مظہر ہوتے ہیں اور اسی طرح اُن کے سچے متبعین جو خدا تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اس کی سلامتی کے سایہ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص کرم سے اپنے ان پیاروں کو دشمنوں کے حملوں، منصوبوں اور بد ارادوں سے محفوظ اور سلامت رکھتا ہے۔ ان کی حفاظت اور اپنے مقاصد عالیہ میں کامیابی اور اسی طرح ان کے دشمنوں کے بد انجام کے واقعات سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نہ صرف ان کی زندگیوں میں سلامت رکھا بلکہ ان کی موت بھی ایسی سلامتی والی تھی کہ آج بھی جب ہم ان کا نام لیتے ہیں تو ہمارے دل ان کے لئے محبت اور احترام کے جذبات سے بھر جاتے ہیں اور بے اختیار ہماری زبانوں پر علیہ السلام اور رضی اللہ عنہم کے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں اور یہ وہ سلامتی کی دعا ہے جو قیامت تک ان کو پہنچتی رہے گی۔ ان شاء اللہ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ فرعون کے مقابلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے متبعین کو اللہ نے سلامت رکھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا کر مارنے والے ناکام ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو نہ صرف لعنتی موت سے سلامت رکھا بلکہ کامیابیوں سے بھرپور لمبی زندگی عطا فرمائی۔ پھر ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے خلاف آپ کے دشمنوں نے کیا نہیں کیا۔ کبھی آپؐ کو قید کرنے کی کوشش کی، کبھی قتل کرنے کے منصوبے باندھے، آپؐ کو اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ آپؐ پر جنگیں مسلط کیں۔ آپؐ کے پیاروں کو شہید کیا۔ لیکن نتیجہ کیا نکلا۔ ان سب کو ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔ خدا نے ان کی گردنوں کو پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے سامنے جھکا دیا اور یوں آپ ﷺ کو روحانی اور جسمانی سلامتی سے ہمکنار فرمایا۔

وہ آگ جو ابو الانبیاء حضرت ابراہیم کو ہلاک کرنے کے لئے بھڑکائی گئی السلام خدا نے جس کے قبضہ و تصرف میں اس کائنات کا ذرہ ذرہ ہے اس آگ کو حکم دیا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰہِیْمَ کہ اے آگ! تو ابراہیم کے لئے ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا موجب بن جا۔ چنانچہ وہ آگ آپ کے لئے گلزار بن گئی اور آپ کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچا سکی۔

انبیاء اور خدا کے پیاروں کا دل خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ سے معمور ہوتا ہے اور اس کے مقابلے میں اس دنیا کی آگ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ جس طرح سورج کے سامنے شمعیں ماند پڑ جاتی ہیں اسی طرح خدا کی محبت کی آگ کے سامنے اس دنیا کی آگ جو انبیاء کے خلاف جلائی جاتی ہے سرد پڑ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم کے لئے جلائی جانے والی آگ ان کے لئے نہ صرف سرد پڑ گئی بلکہ سلامتی کا موجب بھی بن گئی۔ بعض لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہونے والی آگ سے مراد دشمنی کی آگ لیا کرتے تھے اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اس تاویل کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں مجھے ابراہیم قرار دیا ہے اگر کسی کو شک ہے تو مجھے آگ میں ڈال کر دیکھ لے کہ کیسے اللہ تعالیٰ اس آگ کو مجھ پر ٹھنڈا کرتا ہے اور میں اس آگ سے سلامت نکلتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو الہاماً تسلی دی تھی کہ آگ نہ صرف آپ کی غلام ہے بلکہ آپ کے غلاموں کی بھی غلام ہے۔ آپ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

ترے مکروں سے اے جاہل! مرا نقصان نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

کئی مواقع پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی معجزانہ طور پر حفاظت فرمائی اور آپؑ کو نقصان سے بچایا۔ آپ علیہ السلام ''السلام'' خدا کی حفاظت کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ میں سیالکوٹ میں تھا تو ایک دن بارش ہو رہی تھی۔ جس کمرے کے اندر میں بیٹھا ہوا تھا اس میں بجلی آئی۔ سارا کمرہ دھوئیں کی طرح بھر گیا اور گندھک کی سی بُو آتی تھی۔ لیکن ہمیں کچھ ضرر نہ پہنچا۔ اسی وقت وہ بجلی ایک مندر میں گری جو کہ تیجا سنگھ کا مندر تھا اور اس میں ہندوؤں کی رسم کے مطابق طواف کے واسطے پیچ در پیچ ارد گرد دیوار بنی ہوئی تھی اور وہ اندر بیٹھا ہوا تھا۔ بجلی ان تمام چکروں میں سے ہو کر اندر جا کر اس پر گری اور وہ جل کر کوئلہ کی طرح سیاہ ہو گیا دیکھو وہی بجلی کی آگ تھی جس نے اس کو جلا دیا۔ مگر ہم کو کچھ ضرر نہ دے سکی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی۔ ایسا ہی سیالکوٹ کا ایک اَور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رات کو میں مکان کی دوسری منزل پر سویا ہوا تھا اور اسی کمرہ میں میرے ساتھ پندرہ سولہ اور آدمی بھی تھے۔ رات کے وقت شہتیر میں ٹک ٹک کی آواز آئی۔ میں نے آدمیوں کو جگایا کہ شہتیر خوفناک معلوم ہوتا ہے یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کوئی چوہا ہوگا۔ کچھ خوف کی بات نہیں اور یہ کہہ کر پھر سو گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر ویسی ہی آواز سنی۔ تب میں نے ان کو دوبارہ جگایا۔ مگر پھر بھی انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ پھر تیسری بار شہتیر سے آواز آئی۔ تب میں نے ان کو سختی سے اٹھایا۔ اور سب کو مکان سے باہر نکالا اور جب سب نکل گئے تو خود بھی وہاں سے نکلا۔ ابھی میں دوسرے زینہ پر تھا کہ وہ چھت نیچے گری اور دوسری چھت کو بھی ساتھ لے کر نیچے جا پڑی اور چارپائیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں اور ہم سب بچ گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کی معجزہ نما حفاظت ہے جب تک کہ ہم وہاں سے نکل نہ آئے شہتیر گرنے سے محفوظ رہا۔''

(الحکم 10/ جون 1907ء)

جماعت احمدیہ کی تاریخ اَلسَّلَامُ خدا کی حفاظت اور سلامتی کے اَن گنت واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود مسیح پاک علیہ السلام، خلفائے احمدیت اور بحیثیتِ مجموعی جماعت احمدیہ کی حفاظت کی اور وہ جو بھی اس جماعت کو مٹانے کا زعم لے کر اٹھا عبرت کا نشان بن گیا اور زمانہ گواہ ہے کہ مصائب کے بادل آئے لیکن چھٹ گئے اور طوفانوں کے رُخ پلٹا دیئے گئے اور کاروانِ احمدیت ترقی کی منزلوں کی طرف کامیابی کے ساتھ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور ان شاء اللہ بڑھتا چلا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

''تاریخ شاہد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپؑ کی زندگی میں جو بھی آگ بھڑکائی گئی وہ نہ صرف ٹھنڈی ہوئی بلکہ آپؑ کے لئے سلامتی کا پیغام لائی......اس زمانے میں بھی مخالفت کی جو آگ دنیا کے کسی بھی خطے میں جماعت کے خلاف بھڑکائی گئی یا بھڑکائی جا رہی ہے وہ ضرور ٹھنڈی ہوگی ان شاء اللہ۔ کیونکہ وہ کسی فرد کے خلاف نہیں بھڑکائی جا رہی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بھڑکائی جا رہی ہے۔ آپؑ کے ماننے والوں کے خلاف اس لئے بھڑکائی جا رہی ہے کہ انہوں نے اس زمانے کے امام کو قبول کیا...اس آگ نے یقیناً ٹھنڈا ہونا ہے ان شاء اللہ۔ نہ صرف یہ ٹھنڈی ہوگی بلکہ سلامتی بھی لے کر آئے گی اور یہی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیں ہمیشہ سلامتی مانگتے رہنا چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ مئی 2007ء)

خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس کے ذریعے سے خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور ہو۔ اگر ہم میں سے ہر ایک خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی کوشش کرے تو اس دنیا کا نقشہ ہی بدل جائے۔ یہ دنیا امن وسلامتی اور پیار و محبت سے بھر جائے۔ سلامت وہی ہے جو کہ اپنا تعلق خدائے سلام سے جوڑتا ہے اور جس کے آئینہ دل میں خدا تعالیٰ کی صفات منعکس ہوتی ہیں۔ پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم آئندہ اور ہمیشہ مصائب و آفات سے محفوظ اور نقائص و عیوب سے بچے رہیں، اگر ہم اس دنیا کو امن وسکون کا گہوارہ بنانا چاہتے ہیں اور خود بھی امن وسکون سے بھرپور زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہمیں خدا تعالیٰ سے جو تمام سلامتیوں کا منبع اور سرچشمہ ہے اپنا تعلق مضبوطی کے ساتھ جوڑنا ہوگا اور اس کی صفات کا مظہر بننا ہوگا۔ جیسے وہ اپنے کرم سے لوگوں کو تکالیف اور مصائب سے سلامتی عطا کرنے والا ہے ویسے ہمیں بھی اس کی مخلوق کے لئے راحت و آرام کا موجب بننا ہوگا۔ جیسے وہ اپنے بندوں کے گناہوں اور ان کی کمزوریوں کی پردہ پوشی فرماتا ہے اور انہیں معاف کرتا ہے ویسے ہی ہمیں بھی اس کی صفت السلام کا مظہر بنتے ہوئے اپنے قصور واروں کے قصور معاف کرنے ہوں گے۔ ان کی غلطیوں اور خطاؤں سے صرف نظر کرنا ہوگی۔ جیسے خدا ہمیں خیر ہی خیر ہے ویسے ہی ہمیں اپنے ماحول میں بھلائی اور خیر کو عام کرنا ہوگا۔

اس وقت دنیا کا امن خطرے میں ہے۔ لوگ خدا سے دور ہیں۔ قومیں قوموں کے اوپر چڑھائی کر رہی ہیں۔ دوسروں کے وسائل پر قبضہ کرنے کی خواہش اور حرص دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ قریب ہے کہ ایک ایسی جنگ چھڑ جائے جو ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے اور امن عالم کو برباد کر دے۔ مختلف قسم کے ظلمات یعنی اندھیرے ہیں جنہوں نے اس دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے اور ان سے بچنے کا حل یہی ہے کہ یہ دنیا اپنے آپ کو اس خدا کے ساتھ جوڑ دے جو اندھیروں سے نکال کر روشنیوں کی طرف لے جانے والا خدا ہے جو سلامتی اور امن کا منبع ہے۔ وہ تو ہر جگہ ہے اور ہر ایک پر اس کی نظر ہے۔ وہ ظاہر و غیب کا علم رکھتا ہے اس پر ایمان لا کر اس سے تعلق جوڑ کر، اس کا ہم رنگ ہو کر کیسے کوئی کسی پر ظلم کر سکتا ہے اور امن وسکون اور سلامتی کی راہوں کو چھوڑ سکتا ہے۔

مسلمانوں کو تو امن وسلامتی کا ضامن بنایا گیا تھا۔ انہیں ایسی پاک تعلیم دی گئی تھی جو خدائے سلام سے جوڑنے والی اور سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دینے والی تھی لیکن بدقسمتی سے انھوں نے اس تعلیم کی قدر نہ کی اور اسے بھلا دیا اور آج اس دور میں اسلام کی اس پُر امن تعلیم کو از سر نو زندہ کرنے کا کام آنحضرت ﷺ کے بروز کامل حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء اور آپ کے ماننے والوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ آج پورے عالم اسلام میں صرف جماعت احمدیہ عالمگیر ہی ہے جس کے افراد خدائے سلام کا مظہر بن کر دنیا میں اسلام کی پُر امن

بقیہ صفحہ 12 پر

رضیہ بیگم۔ امریکہ

مراکش کی سیر اور جماعت احمدیہ کا تعارف

اللہ کے فضل سے بچوں کے ساتھ مراکش (Morocco) کی سیر کرنے کا موقع ملا۔مراکش جانے سے قبل جب اس ملک کا تاریخی پس منظر پڑھا۔تو جو بات میرے لئے بہت مسرت اور دلچسپی کا باعث تھی وہ مراکش کی آزادی میں پاکستان کا کردار، تھی کہ 1956ء میں مراکش نے فرانس سے آزادی حاصل کی 1952ء میں اقوام متحدہ کی جنرل آسمبلی کے اجلاس کے موقع پر پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر محمد ظفر اللہ صاحب کی احمد عبد السلام بلفرج کی حمایت میں مکمل تعاون اور رات گئے نیویارک میں قائم پاکستانی سفارت خانہ کھلوا کر پاکستانی پاسپورٹ جاری کروانے کا واقعہ۔اس کے علاوہ مراکش پہلا ملک ہے جس نے 1777ء میں امریکا کو بطور آزاد ملک تسلیم کیا تھا۔

مراکش میں ہمارا قیام مکناس شہر میں تھا جو کہ کافی صاف ستھرا شہر ہے۔شہر میں ہر طرف چھوٹے بڑے اپارٹمنٹس میں لوگ رہتے ہیں،الگ الگ مختلف ڈیزائن کے گھر بہت کم نظر آئے۔سڑکوں کے کنارے کینو کے درخت گولائی کی صورت میں کاٹ کر لگائے گئے ہیں اور درختوں پر پیلے رنگ کے کینو بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ صرف خوبصورتی کے لئے ہیں۔رس اور مٹھاس نہ ہونے کیوجہ سے یہ کھانے کے لئے استعمال نہیں ہوتے۔

اس ملک کی سرکاری زبان عربی ہے اور طرز حکمرانی آئینی بادشاہت ہے یہ ترقی پذیر ملک ہے سرکاری زبان عربی ہے اور عرب کلچر نمایاں ہے۔ویسے یہاں 4 قومیں آباد ہیں اور 4 موسم ہوتے ہیں دو سمندر ہیں جو مکناس سے تقریباً 5 گھنٹے کی ڈرائیو پر ہیں۔سفر کے دوران اونچے نیچے پہاڑی راستوں پر بل کھاتی ہوئی سڑک پر بہت لطف آیا گندم کی فصل کٹ چکی تھی۔موسم خشک تھا۔گرمی اور پانی کی کمی کے باعث اکثر خالی جگہوں پر گھاس بھی خشک ہوگیا تھا لیکن انہی خشک پہاڑوں پر بڑی خوبصورتی اور منظم طریقے سے لگائے گئے زیتون کے چھوٹے بڑے درخت خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے اس کی وجہ یہ کہ بارش کے موسم میں یہ پودے لگائے جاتے ہیں اور پھر سارا سال ان کو بارش کا پانی ہی کافی ہوتا ہے قدرتی طور پر ہی یہ درخت بڑا ہوتا رہتا ہے۔آج کل چھوٹے چھوٹے گہرے سبز رنگ کے پتوں والے یہ باغات سبز زیتون سے لدے ہوئے تھے ان کی خوبصورتی دیکھ کر زبان پر بے اختیار، سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم کا ورد جاری ہوگیا اور کیوں نہ ہو کہ قرآن کریم میں ایک سورہ کا آغاز بھی، وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ سے ہوا ہے اسی طرح انجیر کے خوبصورت درخت

نشیب میں چشموں کے کنارے پر نظر آئے اور پھل بھی کھایا الحمد للہ۔

سمندر کے پار نظر آنے والا پہاڑی سلسلہ سپین کی سرحد تھی اور قریب ہی جبرالٹر کا مقام بھی تھا جہاں کبھی طارق بن زیاد نے کشتیاں جلائی تھیں۔اس تاریخی واقعے کا دل پر بہت اثر تھا کہ دوران سفر درود شریف اور دوسری بہت سی دعائیں کرنے کی توفیق پائی الحمد للہ۔

مراکش میں جماعت احمدیہ کا قیام

مراکش کا دارالحکومت، رباط ہے جسے Salé بھی کہا جاتا ہے جس میں ہماری جماعت ہے صدر مقامی کا نام العربی ہے العربی صدر صاحب اور محمد قطبہ یہاں کے پہلے مقامی احمدی ہیں محمد قطبہ صاحب وفات پا چکے ہیں بقول صدر صاحب 2006ء میں یہاں جماعت احمدیہ کا آغاز ہوا۔

غزلان پہلی احمدی عورت ہیں جنہوں نے ایم ٹی اے العربیہ اور لقاءمع العرب پروگرام سننے کے بعد بیعت کی سعادت پائی پھر اپنے خاوند کو بھی دلائل سے قائل کیا پھر کچھ عرصہ بعد انہوں نے بھی احمدیت قبول کر لی اور اللہ کے فضل سے وہ اب مراکش میں جماعت کے امیر ہیں اور ان کا اپنا ریڈیو چینل بھی ہے جس پر یہ ایک دن سوال و جواب کا پروگرام کرتے ہیں امیر صاحب آج کل امریکہ میں اپنے بیٹے کے پاس آئے ہوئے ہیں۔

افراد جماعت کی کل تعداد 1000 ہے اور پانچ شہروں میں جماعت کے مراکز ہیں۔

Salé

رباط (Salé) میں محترم صدر صاحب نے اپنے گھر کی بالائی دو منزلیں جماعت کے لئے وقف کی ہوئی ہیں نیچے والی دو منزلوں میں یہ خود رہتے ہیں تیسری منزل ایک بڑے ہال کمرے پر مشتمل ہے جو کہ نماز سینٹر ہے حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے عظام کی تصویروں کے ساتھ ایک الماری میں حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی خزائن کی جلدیں جن کا عربی میں ترجمہ کیا گیا ہے، ترتیب سے رکھی گئی ہیں اور کچھ بنیادی نصاب کی کتابیں بھی۔نماز جمعہ اور علاقے کی ساری میٹنگز اسی ہال کمرے میں ہوتی ہیں۔

ہم دو دن یہاں رہے اور ان کی بلکہ سب کی بے لوث مہمان نوازی سے بہت متاثر ہوئے تینوں وقت کھانے کی میز انواع واقسام کے کھانوں سے بھر دی جاتی کہ ہم حیران ہو جاتے۔انہوں نے بہت خوش دلی سے ہماری بھرپور ضیافت بھی کی اور ساتھ سمندر کی سیر بھی کروائی ساتھ ہی کچھ قدیم عمارتیں اور پرانا قلعہ بھی دیکھا قلعے کی بہت موٹی اور مضبوط دیوار تو وہی ہے لیکن اندرونی حصے میں نئے گھر بنا دیے گئے ہیں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جائیں تو سارا شہر اور سمندر صاف نظر آتا ہے شام کا وقت اور یہ منظر بہت ہی خوبصورت اور بھلا لگ رہا تھا اور ان دنوں کا تصور کہ جب اسلامی فوجوں نے ان قلعوں کو فتح کیا تھا اور اسلامی حکومتیں قائم ہوئی تھیں اور دل سے دعائیں کر رہی تھی کہ اللہ کرے اب دوبارہ جلد اسلام احمدیت

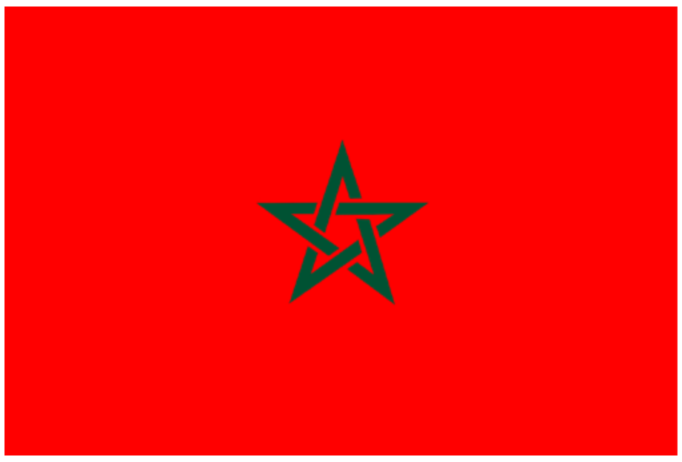

اس ملک میں بھی پھیل جائے اور غلبہ نصیب ہو، آمین۔

2010ء اور 2011ء میں پیارے حضور اقدس کے ارشاد پر فرانس کے امیر صاحب،اشفاق ربانی صاحب مراکش آچکے ہیں اور انہوں نے جماعت کے نظام کو سمجھنے اور منظم کرنے میں بہت راہنمائی کی ہے۔

اس ملک کے مشہور شہر کاسابلانکا میں حال ہی میں اللہ کے فضل سے ایک نیا تعمیر شدہ فلیٹ، جو کہ شاید پانچ منزلہ ہے خریدنے کی توفیق ملی ہے۔

بقول صدر صاحب، مراکش میں مذہبی آزادی ہے۔کوئی مخالفت نہیں ہے۔حکومت سے منظوری کے بغیر کوئی بھی اپنے مسلک کی مسجد نہیں بنا سکتا۔اور یہ دیکھ کر حیرانگی ہوئی کہ جو بھی مساجد دیکھیں وہ ایک ہی ڈیزائن اور نقشے کی تھیں۔ایم ٹی اے العربیہ کے ذریعہ لوگ احمدیت سے متعارف ہوتے ہیں اور جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں، الحمد للہ۔

دن کے دوران منفرد طرز تعمیر کی حامل مسجد، حسن ثانی، جو کہ شہر کاسا بلانکا میں واقع ہے اور سمندر کے کنارے پر تعمیر کی گئی ہے یہ دنیا کی ساتویں بڑی مسجد ہے جو کہ بہت بڑے رقبے پر تعمیر کی گئی ہے بناوٹ اور خوبصورتی کے لحاظ سے بے مثال ہے یہاں مکمل سیکیورٹی تھی صرف نمازوں کے اوقات میں اندر جانے کی اجازت تھی۔نماز عصر کا وقت ہوا چاہتا تھا کچھ دیر انتظار کرنا پڑا کافی لوگ جمع ہو چکے تھے کہ گیٹ کھلتے ہی لوگ اندر جانے شروع ہو گئے ہر دروازے پر نگران عورت تھی جو کہ وضو اور پھر نماز کے ہال کی طرف اشارہ کر کے گائیڈ کرتی تھی جو کہ سیڑھیاں چڑھ کر دوسری منزل پر تھا۔اللہ کے فضل سے نماز ظہر وعصر ادا کی اور اندرون سے اس بڑی اور شاندار مسجد کا نظارہ کیا الحمد للہ۔

کہا جاتا ہے کہ ہر جمعہ کے روز شاہ مراکش اس مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔

ہماری بہو مراکش سے ہیں اور نومبائعہ ہیں۔کافی بڑا خاندان ہے۔سب نے بڑی خوش دلی سے خوش آمدید کہا، بے لوث ضیافت کی اور جماعت کا تعارف بھی ہوا۔قارئین الفضل سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ کرے احمدیت کا یہ پودا ثمر آور ثابت ہو اور پھولے پھلے۔اللہ کرے ہمارا پوتا اسلام احمدیت کا مبلغ بنے۔آمین

مسعود احمد طاہر۔ نمائندہ الفضل آن لائن گیمبیا

ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسہ برطانیہ 2022ء میں شمولیت

خاکسار اور خاکسار کے اہل وعیال کی طرف سے تمام قارئین کو جلسہ سالانہ یوکے کی کامیابی پر بہت بہت مبارک ہو۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ یوکے کا 56 واں جلسہ سالانہ اپنی بے شمار برکات اور فضلوں کے ساتھ آیا اور حسین یادیں چھوڑ کر چلا گیا۔ اور اپنے پیچھے اداسی چھوڑ گیا کہ ان برکات کے لئے سارا سال انتظار کرنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال جماعت احمدیہ گیمبیا نے ملک کے تمام ریجنز میں مشن ہاؤسز اور مساجد میں اجتماعی طور پر جلسہ سننے کا انتظام کیا۔ الحمدللہ۔ اسی طرح ہم نے بھی اپنے ریجن لوئر ریور ریجن میں مختلف مقامات پر جلسہ دیکھنے کا اجتماعی پروگرام بنایا۔ اللہ کے فضل سے تمام پروگرام بہت اچھے رہے اور احمدی اور غیر احمدی تمام احباب نے جلسہ کو بہت سراہا اور اپنی علمی و روحانی پیاس بجھائی۔ ریجنل ہیڈ کوارٹر مانسا کونکو میں جلسہ کے تینوں دن ظہرانہ اور ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

جلسہ کا سب سے اہم حصہ عالمی بیعت کا منظر تھا اور تمام احباب نے عالمی بیعت اور حضور انور ایدہ اللہ کے خطابات جو جلسہ کی جان تھے، سے بہت لطف اٹھایا۔ ایک احمدی لجنہ مکرمہ عائشہ لی نے کہا کہ عالمی بیعت میں شامل ہونے کا لطف اور روحانی جذبہ ناقابل بیان تھا۔ بیعت کرنے کے بعد مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ جیسے میری نئی پیدائش ہوئی ہے۔

ریجن میں کل آٹھ مقامات پر اجتماعی طور پر جلسہ سننے کا انتظام تھا، جن میں تقریباً ڈیڑھ ہزار افراد نے جلسہ دیکھا اور سنا۔ اس کے علاوہ ایک بڑی تعداد نے اپنے گھروں میں بیٹھ کر اپنی فیملیز کے ساتھ جلسہ سنا۔

اس بار جلسہ سالانہ یوکے گیمبیا کے لئے منفرد اور بہت ہی برکتیں لئے ہوئے تھا، جن کا ذکر تو یہاں ممکن نہیں، تاہم چند ایک کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اس جلسہ پر ایک خاص قابل ذکر بات یہ ہوئی کہ ہمارے یہاں آجکل بارشوں کا موسم ہے اور اگست میں تو تقریباً ہر روز تیز بارش ہوتی ہے۔ اس وجہ سے خدشہ تھا کہ کہیں بارش انتظامات خراب نہ کر دے۔ کیونکہ بارش میں کھانا پکانا، اچھی حاضری ہونا مشکل ہوتا ہے۔ پھر ہمارے یہاں نوے فیصد گاؤں میں بجلی نہیں ہے اور لوگ سولر کے ذریعہ ایم ٹی اے دیکھتے ہیں۔ اس لئے بارش کے دوران سولر کا انرجی مہیا کرنا بھی ناممکن ہے۔ پس یہ بھی ایک ڈر تھا کہ بارش جلسہ کے پروگرام براہ راست دیکھنے میں بھی مخل ہوگی۔ اس لئے دعا بھی کی اور پیارے آقا کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست بھی کی۔ اس پر خدائے عزّوجل نے ایسا فضل فرمایا کہ تینوں دن بارش نہیں ہوئی۔ سب جماعتی سنٹرز پر احباب نے براہ راست جلسہ دیکھا۔ پھر خدا کی کرنی دیکھیں کہ 7/ اگست کو جلسہ ختم ہونے کے ایک گھنٹہ بعد ہی تیز بارش شروع ہوگئی اور پھر شام سے لے کر ساری رات بہت تیز بارش ہوتی رہی۔ بجلی بھی کئی گھنٹہ تک بند رہی۔ تو گویا اللہ تعالیٰ نے ہمارے جلسہ کی وجہ سے جو بارش گزشتہ تین دنوں سے روک رکھی تھی، وہ تین دن کی ساری بارش اور موسمی خرابی جلسہ ختم ہونے کے بعد والی رات کو ہوئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور کسی نشان سے کم نہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

اس بار جلسہ کی براہ راست کاروائی ایم ٹی اے گیمبیا پر بھی دکھائی گئی۔ ایم ٹی اے گیمبیا اب اللہ کے فضل سے ملک کے اپنے سیٹلائٹ پر بھی دستیاب ہے، اس لئے ایم ٹی اے گیمبیا تک اب عام آدمی کی رسائی نہ صرف ممکن بلکہ بہت آسان ہے۔ اس کے علاوہ ایک اہم بات یہ کہ پیارے آقا حضور انور ایدہ اللہ کے تمام خطابات براہ راست ملک کی لوکل زبان منڈینکا میں ترجمہ کئے گئے۔ اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔ کیونکہ گاؤں کے علاقوں میں لوگوں کی اکثریت انگریزی نہیں سمجھتی، جبکہ لوکل زبانیں سب ہی سمجھتے ہیں۔ یوں اس بار لوگوں نے اپنی لوکل زبان میں پیارے حضور کے تمام روح پرور خطابات نہ صرف سنے بلکہ سمجھ کر سنے۔

اس بار جلسہ سالانہ یوکے گیمبیا میں ملک کے نیشنل چینل اور ریڈیو (جی آر ٹی ایس) پر بھی براہ راست دکھایا گیا اور ان چینلز پر بھی حضور انور ایدہ اللہ کے خطابات کے لوکل زبان میں تراجم ہوئے۔ چونکہ یہ چینل تقریباً ہر گھر میں موجود ہے اس وجہ سے اللہ کے فضل سے ملک کی بہت بڑی تعداد نے یہ جلسہ سنا اور دیکھا۔ اور جن کے پاس ٹی وی نہیں انہوں نے ریڈیو پر جلسہ کی کارروائی اور خطابات سنے۔

مذکورہ بالا بات کا اندازہ اس واقعہ سے ہوجاتا ہے کہ جب ریجنل صدر جماعت نے ڈسٹرکٹ چیف مکرم یحيٰ جار جوسی کو فون کر کے جلسہ کے لئے مشن ہاؤس آکر جلسہ سننے کی دعوت دی تو انہوں نے کہا کہ آپکے فون سے پہلے ہی میں جلسہ جی آر ٹی ایس پر دیکھ رہا ہوں۔

ریجن میں جلسہ دیکھنے والوں میں چند قابل ذکر غیر احمدیوں میں ڈسٹرکٹ چیف، مختلف گاؤں کے الکالو، او سی ایس آئی ایس، عیسائی پادری، چار امام اور ان کے نائب امام صاحبان، منسٹری آف ایجوکیشن کے نمائندے، امیگریشن آفس کے نمائندے، کونسلرز اور دیگر احباب شامل ہیں۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ جلسہ دیکھا بلکہ بہت اچھے تاثرات کا اظہار بھی کیا۔ جلسہ دیکھنے کے دوران ایک تبصرہ جو تمام غیر احمدیوں کی طرف سے مشترک تھا، یہ تھا کہ ہمارے مولوی جماعت احمدیہ کے بارے میں جو بھی بتاتے ہیں وہ سب جھوٹ ہے۔ آج ہمیں معلوم ہوگیا ہے کہ آپ کی جماعت سچی ہے اور آپ کے خلیفہ ایک بہت نیک اور متقی انسان ہیں۔ اور جتنی محبت اور اطاعت رسول اکرم ﷺ کی آپ کرتے ہیں، کوئی اور مسلمان فرقہ نہیں کرتا۔ الحمدللہ

ایک غیر احمدی دوست مکرم محمد بوجنگ نے کہا کہ مجھے بتایا گیا تھا کہ احمدی آنحضرت ﷺ کو نہیں مانتے۔ لیکن میں آج بہت حیران ہوا ہوں کہ آپ کے جلسہ میں بار بار حضرت محمد ﷺ کا نام لیا جا رہا ہے۔ اور قرآن کے حوالے پیش کئے جا رہے ہیں۔ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو اس طرح آنحضرت ﷺ سے پیار کرتے نہیں دیکھا۔

ایک غیر احمدی دوست مکرم بکرے باہ کہتے ہیں کہ آپ کے خلیفہ کا چہرہ دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔ ان کو دیکھنے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ عام آدمی نہیں ہیں۔ بہت ہی نیک اور متقی انسان ہیں۔

ایک اور دوست مکرم ڈبا صاحب کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ سچی ہے اور آپ کا خلیفہ سچا اور متقی شخص ہے۔ اور یہ بات سب جانتے ہیں۔ لیکن اپنے آباؤ اجداد اور مولویوں کی وجہ سے قبول نہیں کرتے کیونکہ مولویوں نے ان کو ڈرایا ہوا ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جلسہ کے بابرکت اور دور رس نتائج پیدا فرمائے۔ اور تمام دنیا کو زمانے کے امام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں بھی پیارے آقا کی تمام نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایڈیٹر کے نام خط

• مکرمہ حمیرا نگہت تحریر کرتی ہیں۔

الفضل کا معیار ماشاء اللہ بہت اعلیٰ ہے۔ خاکسار اکثر اپنی دوستوں کو بھی کہتی رہتی ہے کہ الفضل کے لیے لکھیں۔ ایک نظم پیش خدمت ہے اگر مناسب ہو تو شائع کر دیں۔

وہ خلیفہ ہے ہمارا وہ ہمارا دل ہے
ہم کو ہے جان سے پیارا وہ ہمارا دل ہے

اُس سے ہے عشق اُسی سے ہے عقیدت ہم کو
وہ ہی آنکھ کا تارا وہ ہمارا دل ہے

ہم اُسی اَور ہی دوڑیں گے لہو کی مانند
وہ ہی مرکز ہے ہماراوہ ہمارا دل ہے

ایک ماں کی طرح آغوش میں لے لیتا ہے
کتنا پیارا ہے سہارا وہ ہمارا دل ہے

ہم بھی بے چین رہا کرتے ہیں اُس کی خاطر
غم نہیں اُس کا گوارا وہ ہمارادل ہے

مہدیٔ وقت کا نائب ہے تبھی تو ہم نے
سیدی کہہ کے پکارا ! وہ ہمارا دل ہے

حمید اللہ ظفر۔ مبلغ سلسلہ پرتگال

ایم ٹی اے کے توسط سے جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء ایک بار پھر اپنی تمام تر کامیابیوں اور برکتوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

جیسا کہ تمام احباب جماعت جانتے ہیں جلسہ سالانہ برطانیہ خلافت احمدیہ کے برطانیہ منتقل ہو جانے کے بعد سے مرکزی جلسہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس جلسہ میں تمام اکناف عالم سے احمدی مرد وزن پورے ذوق وشوق سے شرکت کرتے ہیں۔ ہر احمدی کی سب سے بڑی تمنا اور خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی طرح اس جلسہ میں شرکت کی سعادت حاصل کر سکے۔ دنیا میں جیسے جیسے سائنس وٹیکنالوجی ترقی کر رہی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ عالمگیر بھی ان جدید ذرائع سے بھرپور طور پر استفادہ کی توفیق پا رہی ہے۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل جو جماعت احمدیہ کے لئے ایک نعمت عظمی ہے۔ اس کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر بھی ایک گلوبل ویلیج کی صورت اختیار چکی ہے۔ چوبیس گھنٹے موبائل فونز کی وساطت سے اب تو یہ سہولت ہر ہاتھ میں میسر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے برطانیہ میں بنفس نفیس شاملین جلسہ کے علاوہ لاکھوں احمدی دنیا کے طول وعرض سے براہ راست اس جلسہ سے استفادہ کرتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ شاملین جلسہ تو صرف جلسہ کے پروگرام سے مستفید ہوتے ہیں۔ جبکہ دوسرے احباب جماعت جو جلسہ گاہ میں موجود نہیں ہوتے وہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی کاوشوں اور انتھک محنت سے تیار کئے گئے دیگر پروگراموں جیسے انٹرویوز، نومبائعین کے تاثرات، ڈاکومنٹریز، خدمت انسانیت کے حوالہ سے جماعتی خدمات پر مشتمل پروگرامز اور دیگر بے شمار پروگراموں سے بھی استفادہ کر رہے ہوتے ہیں۔ امسال تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزنامہ الفضل آن لائن کو بھی اپنا آن لائن پیج جاری کرنے کی توفیق ہوئی۔ تاکہ احباب جماعت تک جلسہ کے حوالہ سے تازہ بتازہ خبریں پہنچائی جا سکیں۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآء۔

دنیا کے دوسرے ممالک کے شانہ بشانہ احباب جماعت احمدیہ پرتگال کو بھی اللہ کے فضل سے جلسہ سالانہ کی ساری کاروائی ایم ٹی اے پر براہ راست دیکھنے کی توفیق عطا ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔ مرکزی نماز سینٹر لزبن میں ہمہ وقت ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کی سہولت میسر رہی۔ کچھ احباب جماعت دوسرے شہروں سے جلسہ میں شمولیت کی غرض سے جلسہ کے پہلے دن ہی مرکزی سینٹر پہنچ گئے تھے۔ انٹرنیشنل بیعت اور اختتامی اجلاس کی کاروائی دکھانے کا خصوصی اہتمام مرکزی ہیڈ کوارٹر لزبن میں کیا گیا۔ احباب جماعت کو اس پروگرام میں شمولیت کی بار بار تلقین و یاد دہانی کروائی گئی۔ اللہ کے فضل سے پرتگال کے دارالحکومت لزبن میں موجود احباب جماعت کی اکثریت عالمی بیعت میں شامل ہوئی اسی طرح قریبی شہروں سے بھی احباب جماعت بمع فیملیز عالمی بیعت اور اختتامی اجلاس میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔ اس موقع پر احباب جماعت کے لئے جماعتی طور پر لنچ کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا تھا۔ احباب جماعت کو مرکزی نماز سینٹر لانے کے لئے ٹرانسپورٹ کی

سہولت بھی مہیا کی گئی۔ مرکزی نماز سینٹر کے علاوہ دوسرے شہروں میں بسنے والے احباب جماعت نے (جن میں پاکستان، پرتگال، گنی بساؤ، بنگلہ دیش، انڈیا، نائیجیریا، گیمبیا اور جرمنی سے تعلق رکھنے والے احباب شامل تھے) بھی ایم ٹی اے کی وساطت سے جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کی توفیق پائی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

آخر پر تمام احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے آقا کے ارشادات و نصائح پر کما حقہ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں ان تمام شاملین جلسہ کے حق میں بھی قبول فرمائے جو کسی طرح سے بھی اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ تمام کارکنان جلسہ و کارکنان ایم ٹی اے انٹرنیشنل کو بھی اجر عظیم عطا فرمائے جن کی انتھک کاوشوں سے ہمیں گھر بیٹھے یہ آسمانی مائدہ عطا ہوتا ہے۔ آمین!

بقیہ: السلام، امن و سلامتی کا سرچشمہ ...... از صفحہ 9

تعلیم کے پیامبر بنے ہوئے ہیں۔ یہی وہ جماعت ہے جو ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں۔'' کا خوبصورت ماٹو لئے ساری دنیا میں محبتیں بانٹ رہی ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جو جگہ جگہ امن کانفرنسز منعقد کر کے اسلام کی پرامن تعلیم دنیا تک پہنچا رہی ہے اور یہی وہ جماعت ہے جو امن و سلامتی کے قیام کے لئے غیر معمولی خدمات بجا لانے والوں کو امن کا انعام دیتی ہے اور یہی وہ جماعت ہے جس کے سربراہ اور پانچویں مظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز امن و سلامتی کے سفیر بن کر شہر شہر اور ملک ملک سلامتی سے بھرپور پیغام کا پرچار کر رہے ہیں اور خدائے سلام کے طرف لوگوں کو درد دل کے ساتھ دعوت دے رہے ہیں تا یہ دنیا بھی سلامت رہے اور اس کے باسی بھی ہولناک تباہی سے بچ جائیں۔

آپ افرادِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تمہارا واحد کام دنیا میں امن کا فروغ اور اس کا قیام ہے۔ ان کی نفرتوں اور زیادتیوں کے جواب میں تم صرف یہ کہو کہ ''تم پر سلامتی ہو'' اور انہیں بتاؤ کہ تم ان کے لئے محض سلامتی کا پیغام لائے ہو ... جماعت احمدیہ مسلمہ انہی تعلیمات پر کاربند ہے اور انہی کے مطابق زندگی بسر کر رہی ہے۔ یہی وہ ہم آہنگی، رواداری اور ہمدردی کی تعلیم ہے جسے دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے ہم مصروف عمل ہیں۔ ہم احمدی مسلمان ہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس تاریخی، بے نظیر اور لاثانی نرمی، محبت اور شفقت کی تقلید کرتے ہیں کہ کئی سالوں پر محیط سخت تکلیف اور کرب ناک مظالم برداشت کرنے کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں فاتحانہ شان کے ساتھ واپس تشریف لائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کوئی بدلہ نہ لیا بلکہ اعلان عام کروا دیا کہ: تم میں سے کسی پر بھی کوئی پکڑ نہیں کیونکہ مَیں نے تم سب کو معاف کر دیا ہے۔ مَیں محبت اور امن و سلامتی کا نبی ہوں۔ خدا تعالیٰ کی صفت ''اَلسَّلَامُ'' کا سب سے زیادہ علم مجھے دیا گیا ہے۔ وہی خدا ہے جو سلامتی بخشتا ہے۔ میں تمہاری ساری سابقہ زیادتیاں تمہیں معاف کرتا ہوں اور مَیں تمہیں سلامتی اور تحفظ کی ضمانت دیتا ہوں۔''

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 127-128 ایڈیشن 2015ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حقیقی رنگ میں اپنی صفت السلام کا مظہر بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے پاک اُسوہ کو اپنانے والے ہوں اور اسلام کے پر امن پیغام کو جلد سے جلد ساری دنیا تک پہنچانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پاک تعلیم کو اپنے اندر بھی رائج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 23/ اگست 2022ء بروز منگل 12 بجے دوپہر اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر ایک نماز جنازہ اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ محمودہ باسط صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا عبد الباسط شاہد صاحب (یوکے)

16/ اگست 2022ء کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ محترم میاں چراغ دین صاحب آف ہوشیار پور کی بیٹی اور مکرم مولوی محمد صدیق صاحب مرحوم انچارج خلافت لائبریری ربوہ اور مکرم مولوی محمد شریف صاحب سابق مبلغ سلسلہ بلاد عربیہ کی بھانجی تھیں۔ مرحومہ نے شادی کے بعد مکرم مولانا عبد الباسط شاہد صاحب (مربی سلسلہ) کے ساتھ وقف کی روح کے ساتھ زندگی بسر کی اور جہاں بھی وہ رہے وہاں بچوں اور خواتین کو دینی تعلیم اور قرآنِ کریم سکھانے اور پڑھانے کا فریضہ بہت عمدگی سے ادا کرتی رہیں۔ مرحومہ بہت دیندار، صوم وصلوٰۃ کی پابند، بڑی ملنسار، مہمان نواز اور خلافت کیساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی صابرہ و شاکرہ بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹیاں اور دو بیٹے اور بہت سے نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ آپ کے دو پوتے واقف زندگی ہیں اور بطور مربیان سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مکرم آصف محمود باسط صاحب واقف زندگی (ڈائریکٹر پروگرامنگ ایم ٹی اے انٹرنیشنل) کی والدہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرم الحاج رانا عبد الکریم خان صاحب کا ٹھگڑھی (جرمنی)

30/ جون 2022ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ آپ حضرت حاجی چوہدری عبد الحمید خان صاحب کا ٹھگڑھی رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ نے لمبا عرصہ سیکرٹری مال چک نمبر 2TDA ضلع خوشاب کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، ایک باوفا اور خوش اخلاق انسان تھے۔ خلافت سے محبت اور عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

2- مکرمہ نسرین بھٹی صاحبہ اہلیہ مکرم مشتاق احمد صاحب بھٹی (لانگن۔ جرمنی)

13/ جولائی 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، غریبوں کی مدد کرنے والی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھنے والی، ایک ہنس مکھ اور نیک فطرت خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ اخلاص کا گہرا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے شامل ہیں۔

3- مکرم حکیم محمد اکمل خان صاحب ابن مکرم حکیم فضل غفور خان صاحب (صادق آباد)

14/ مئی 2022ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے بیس سال صدر جماعت شمس آباد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ بہت نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

4- مکرم ناصر احمد صاحب ملی (ریٹائرڈ مربی سلسلہ۔ ربوہ)

7/ جولائی 2022ء کو 72 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے جامعہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد پاکستان کے مختلف مقامات کے علاوہ 1984ء سے 1988ء تک گھانا میں خدمت کی توفیق پائی۔ مجلس نابینا کے تحت نابینا افراد کو تعلیم دینے کا موقعہ بھی ملا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، بہت ہمدرد، ملنسار، ہمسائیوں سے حسن سلوک کرنے والے، بہت نیک، کم گو اور خوش مزاج انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی شامل ہے۔

5- مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم منیر احمد صاحب مرحوم (ربوہ)

25/ نومبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ آپ مکرم حکیم اللہ دتہ صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی پوتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، متوکل علی اللہ، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

6- مکرمہ زرینہ صاحبہ اہلیہ مکرم ملک رب نواز صاحب (سابق انسپکٹر وقف جدید۔ ربوہ)

15/ جولائی 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی، چندوں میں باقاعدہ اور صدقہ وخیرات کرنے والی ایک سادہ مزاج نیک سیرت خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

7- مکرم طاہر محمد محمود قصوری صاحب ابن مکرم عطاء محمد صاحب (ہالینڈ)

20/ جون 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد نے 1935ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔ آپ تعلیم کے پیشہ سے منسلک تھے۔ خدام الاحمدیہ میں پہلے نائب قائد ضلع لاہور اور پھر قائد ضلع قصور کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 1987ء میں ہالینڈ آنے کے بعد وہاں بھی مختلف رنگ میں خدمت بجالاتے رہے۔ خدمت خلق کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

ادارہ الفضل کی طرف سے مرحومین کے تمام لواحقین تعزیت قبول کریں۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

نسلیں بھی اس راستے پر چلنے والی ہوں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بنیں۔ وَاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا کہہ کر یہ بتا دیا کہ آنکھوں کی ٹھنڈک تبھی ہوسکتی ہے جب تم بھی اور تمہاری اولادیں بھی تقویٰ پر چلنے والے ہو گے۔ اگر تمہارے اپنے فعل ایسے نہیں جو تقویٰ کا اظہار کرتے ہوں تو اپنے دائرہ میں متقیوں کے امام بھی نہیں بن سکتے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا اس دعا کے ساتھ ہم آپس میں حقوق کی ادائیگی کے لئے تقویٰ پر چل رہے ہیں؟ اپنے بچوں کی تربیت کے لئے ان شرائط کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو انہیں تقویٰ پر چلانے والی ہوں۔ اگر گھریلو سطح پر بھی میاں بیوی تقویٰ کی راہوں پر قدم نہیں مار رہے تو اولاد کے حق میں اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔ پھر اگر تقویٰ مفقود ہے تو خلافت اور جماعت کی برکات سے کس طرح فیض پا سکتے ہیں۔ خلافت کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ کی شرط رکھی ہوئی ہے۔ اگر تقویٰ نہیں تو اعمال صالحہ کیسے ہو سکتے ہیں یا اگر اعمال صالحہ نہیں تو تقویٰ نہیں اور تقویٰ نہیں تو نہ ہی ایک دوسرے کے لئے قرۃ العین بن سکتے ہیں، نہ ہی اولاد قرۃ العین بن سکتی ہے۔ پس اولاد کو بھی قرۃ العین بنانے کے لئے، آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لئے، اپنی حالتوں اور اپنی عبادتوں کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے میاں بیوی کی عبادتوں کے بارے میں یہ نصیحت کی ہے، آپؐ فرماتے ہیں کہ اللہ رحم کرے اس شخص پر جو رات کو اٹھے، نماز پڑھے، اور اپنی بیوی کو جگائے۔ اگر وہ اٹھنے میں پس و پیش کرے تو پانی کے چھینٹے ڈالے تا کہ وہ اُٹھ کھڑی ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو اٹھے، نماز پڑھے اور اپنے میاں کو جگائے، اگر وہ اٹھنے میں پس و پیش کرے تو پانی چھڑکے تا کہ وہ اٹھ کھڑا ہو۔

پس یہ فرائض دونوں کے ہیں۔ میاں کے بھی اور بیوی کے بھی کہ اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دیں تا کہ نسلوں سے بھی قرۃ العین حاصل ہو۔

(خطبہ جمعہ 14 نومبر 2008ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

سو سالہ جوبلی منانے پر عصر حاضر میں لجنہ اماءاللہ اور ناصرات کی ذمہ داریاں

لجنہ اماءاللہ کی سو سالہ جوبلی کے حوالہ سے لجنہ اماءاللہ جرمنی کی ایک عاملہ ممبر کے ایک سوال کے جواب میں حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جواب ارشاد فرمایا:

’’اصل چیز یہ ہے کہ سو سال پورے ہونے پہ آپ کی لجنہ کی ہر ممبر جو ہے وہ سو فیصد، اور ناصرات کی ہر ممبر سو فیصد جماعتی معاملات میں involve ہونی چاہیے، جماعتی تعلیم پہ عمل کرنے والی ہونی چاہیے۔ سو فیصد جو ہے اللہ تعالیٰ کی صحیح عبادت گزار ہونی چاہیے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی اور اس پہ عمل کرنے والی ہونی چاہیے۔ جماعت کے ساتھ اس کا مضبوط تعلق ہونا چاہیے۔ یہ سب بنیادی چیزیں ہیں... اصل تو چیز یہ ہے کہ اس سو سال میں ہمیں کوئی شخص انگلی اٹھا کر یہ نہ کہے کہ سو سال تو پورے ہو گئے، جوبلیاں منا رہے ہیں... ان کے ایمان ایسے ہیں کہ قرآن کریم کا حکم ہے حیادار لباس کا، ان کے حیادار لباس نہیں ہوتے۔ قرآن کریم کا حکم ہے پردے کرنے کا، ان کے پردے بھی صحیح نہیں ہیں۔ قرآن کریم کا حکم ہے اللہ کے حق ادا کرنے کا، وہ تو بہت ساری ایسی ہیں جو حق ادا نہیں کر رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے بندوں کے حقوق ادا کرنے کا، اس میں بہت ساری ایسی ہیں جو بندوں کے حقوق ادا نہیں کر رہیں۔ تو اگر ہماری اکثریت، یا نصف بھی، پوری طرح عمل نہیں کر رہی ان چیزوں پہ جو بنیادی چیزیں ہیں اسلام کی تعلیم کی، تو پھر سو سالہ جوبلیاں منانے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ تو اصل میں یہی ہے کہ سو سال پورے ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ایمانوں کی مضبوطی کا بھی جائزہ لیں۔ اس کے لئے بھی ایک سکیم بنائیں۔‘‘

(نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ساتھ virtual ملاقات بتاریخ 27 مارچ 2021ء لجنہ Sonder Infopost)

ایک سبق آموز بات

آوارگی فارغ اور بے کار بیٹھنے کا نام ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1939 ء میں فرمایا: بچہ کو ہر وقت کسی نہ کسی کام میں لگائے رکھنا چاہئے۔ میں کھیل کو بھی کام ہی سمجھتا ہوں۔ یہ کوئی آوارگی نہیں۔ آوارگی میرے نزدیک فارغ اور بے کار بیٹھنے کا نام ہے یا اس چیز کا کہ بانہوں میں بانہیں ڈال لیں اور گلیوں میں پھرتے رہے۔ اس بات کا اچھی طرح خیال رکھنا چاہئے کہ بچے یا پڑھیں یا کھیلیں یا کھائیں اور یا سوئیں۔ کھیل آوارگی نہیں۔

(الفضل 11 مارچ 1939ء صفحہ 7)

ذیشان محمود۔ مربی سلسلہ سیرالیون

فقہی کارنر

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ تحریر کرتے ہیں:

جب 1905 ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اہل بیت اور چند خدام کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے تو یہ خادم بھی بلحاظ ایڈیٹر اخبار بدر حضورؑ کے ہمرکاب تھا۔ محلّہ چتلی قبر میں الف خان سیاہی والے کے مکان پر قیام ہوا۔ ایک دن حضرت صاحبؑ فرمانے لگے کہ دہلی کے زندوں سے تو بہت امید نہیں چلو یہاں کے مُردوں سے ملاقات کریں کیونکہ اس سرزمین میں کئی ایک بزرگ اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ چنانچہ اس کے مطابق کئی دنوں میں خواجہ میر درد، قطب الدین اولیاء، قطب صاحب اور دیگر بزرگوں کی قبروں پر جاتے رہے۔ ان قبروں پر تھوڑی دیر کھڑے ہو کر ہاتھ اُٹھا کر آپؑ دعا کرتے اور دیگر احباب بھی آپؑ کے ساتھ دعا کرتے۔

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صفحہ 137-138)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

8/ ستمبر 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:49	18:31
مدینہ منورہ	04:46	18:33
قادیان	04:45	18:44
ربوہ	04:25	18:24
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:57	19:34